

DATE LABEL

100 years
J.K. U
J.K. U

Call No.....

Date.....

Account No.....

1915 241
7400
46603

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last stamped above.
An overdue charges of 6 nP. will be levied for each day. The book is
kept beyond that day.

J.K. U

۱۱

س ۷۴

عزیز

مردمانی نوکشو کالو ر مرنو لطنج



بسم الله الرحمن الرحيم

<p>چو ایر آوزی کن گوهر افشان چشم گریان را مسلسل کن بتار عین مویش دل جان را خدا کن جان به بختش که یابی وصل جانان را بسوز غم سوزان سینه خورشید رختان را نگون سر شو که سازی سرنگون گردان را</p>	<p>بمحمد ایزدی ترکن زبان گوهر افشان را مقید شو بدام حلقه زنجیر گدیش بده دل تا که محبوب جناب دلربا باشی بداغ بندگی نه داغ حسرت برده تابان نشین بر فرش تاهمای عرش برین باشی</p>
--	---

مطلع

<p>ز جوش دیده گریان گریان برق خندان را بدان باو حدتش غروب هر کبر و سلیمان را بجواند مقام حق پرستی حق پرستان را هوادار سر کوشش نخواهد سیرستان را نه با مو ضعیفش مهری زید سلیمان را بخود خاکسارش ارتعاع جرح گردان را</p>	<p>ز چشم خون فشان بے آبرو کن ایر گریان را بیک چشم ارادت کن نظر در نیک بدهر دم بشهره حقیقت نه قدم ای طالب مولی نمی بیند بر غبت بر رخ گل عاشق رویش نه دارا و عوی هم پایی دارد بدر باش میجو اید گداے در گمش اعزاز سلطانے</p>
---	--

نداری چون طبیعت جوهر انسانیت سرور
 با انسانان چرا بد نام کردی نام انسان را

زبان پر ذکر حمدانزدی ہر دم روان رکھنا خدا کا ذکر جاری عمر ساری ہر زبان رکھنا تعلق توڑ دینا چھوڑ دینا اسکی پابندی کسی گھر میں نہ گھر کر ٹھہرا اس دار فانی میں ملیکی کیا مدد تجھ کو مدد گاران دنیا سے اٹھالینا تصور غیر کی صورت کا آنکھوں سے	فقط یاد الہی سے غرض اسے میری جان رکھنا زبان رطب لسان رکھنا بیان عبد البیان رکھنا خبر دار اپنی گردن پر یہ بار گران رکھنا ٹھکانا بے ٹھکانا اور مکان بر لا مکان رکھنا امید داری ان کے نہ بیان کھانا دان رکھنا فقط سینے کو آئینے میں نقش و لستان رکھنا
---	---

مطلع

برائے نام بھی اپنا نہ کچھ باقی نشان رکھنا بہت مضبوط گھر ہے عاقبت کا دار دنیا سے نہ دکھانا کسی مدین کو نقشہ اپنی حالت کا تجھ کا رکھنا بد رگاہ خداوند جان گردن بھلا نامت کسی دم بھی تصور حق کی صورت کا	نہ تن کھانا دل رکھنا نہ جی رکھنا نہ جان رکھنا اٹھالینا بیان کے اپنی دولت اور دان رکھنا یہ صورت غیر کی آنکھوں سے صورت نہان رکھنا سر عجز و نیاز و بندگی بر آستان رکھنا خیال رو جانان اپنے دل میں ہر زمان رکھنا
--	--

حقیقت میں بہت پر خوف ہے رستہ طریقت کا
قدم اپنا سمجھ اور سوچ کر مسرور رہان رکھنا

جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا صنم ایجاد پر جاری نہ تھا جسم مسلم سب کے آنے سے یہاں پہلے تھا جان کا ملو جب تک ان فانی مکانوں میں ہا انسان کہیں ساتھ کیا لیا لیا گیا جب جائیگا اے بخیر کیون مکی اس حاضر و ناظر انسان نے نظر کیون نہ پایا فیض عرفان اُس نے اپنی ذات سے	پر وہ دار پر وہ وحدت خدا موجود تھا سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا دل نہ تھا موجود لیکن دلربا موجود تھا ہر گھڑی بیک اجل سر پر کھڑا موجود تھا آیا تھا جس وقت تیرے پاس کیا موجود تھا کیون نہ دیکھا اسکو جو ہر ایک عالم موجود تھا جسکے خود گھر میں یہ گنج بے بہا موجود تھا
--	---

آدمی کو مل گیا اس عالم ایجاد میں	پہلے جو مقنوم میں اُسکے لکھا موجود تھا
چھپکے اور عاصی کیسے کس واسطے تو نے گناہ	جب خدا ترے مقابل دیکھتا موجود تھا
ابتدا میں یا و حق سے جسے پائین لذتیں	انتہا تک بزربان اُسکے مزا موجود تھا

روز چھپ چھپ کر تجھے غارت یہی کرتا رہا
چور جو گھر میں ترے سرور چھپا موجود تھا

موت نہ بکے ہے وحدت کا جسے مدعا پایا	اُسی بندہ نے پانی پر خدائی اور خدا پایا
بھلے لوگوں کی جسے اچھی صحبت کا مزا پایا	بھلائی اُسی نے چکھی لذت اور مزا پایا
بڑھایا جسے پایہ عاجزی و خاکساری کا	بڑا رتبہ اُسی نے حق سے پایا اور بڑا پایا
قدم سر سے بنا کر جو برا و جستجو ڈورا	سُراغ اُسنے نکالا اپنے حق کا اور تپا پایا
خدا پایا نہیں گر بندہ نادان نے دنیا میں	اگر پایہ شہنشاہی کا پایا ہے تو کیا پایا
بلند اتنا ہے پایہ بارگاہ لائیرالی کا	ملا پایہ سے جسکے عرش کو معراج کا پایا

مطلع

بشر او طریقت جسے کامل رہنا پایا	اُسی نے منزل صدق و صفا کا راستہ پایا
حقیقت کی حقیقت کس طرح ظاہر کر کوئی	یہاں آکر وہ خود گم ہو گیا جسے تپا پایا
فدا جان جسے کر دی خود بخود اُسکو ملا جان	خوشی سے دیدیا دل جسے اُسنے ولہرایا پایا
کھلی آغاز اور انجام کی کسر ہے ماہیت	بھلا ہو کسے اُس بے انتہا کا انتہا پایا
نظر و ڈرائی اور دنیا میں دیکھا چار سو تھے	مگر اُس ایک کا ثانی نہ کوئی دوسرا پایا

تجھکا کر سر بدرگاہ الہی کی دعا جہ دم
وہیں سرور نے دروازہ اجابت کا کھلا پایا

نہ کر اندیشہ امر و زور و سرور	کہ ہے ہر وقت مولیٰ دینے والا
ہمیشہ اپنے خالق سے مدد مانگ	بہر حال وہ ہر وقت دہر جا

<p> ذرا کہول آنکھیں تاج کو نظر آئے اطاعت میں سدا رکھ پست گردن کسی بندہ کی ملکیت نہیں ہے بہر خانہ پھر اگر تھی ہے دولت سمجھ لیتے ہیں لیکن بعض نادان جو حق کے حکم سے گردن نہ پھرے کبھی وہ ہو قیام بندگی میں بد رگاہ و حسد اپھیلانے رکھے نہ چھوٹا مرگ کے نیچے سے رستم کوئی پہونچا نہیں اس گھر سے پیغام رہو ہر وقت مشغول عبادت گنہ آجائیں جب اپنے سمجھے یاد بہت سارو و شکل ابر گریان </p>	<p> خدا کی خلاق میں خالق کا جبر کہ ہو وہ نون جہان میں بول بالا حقیقت میں یہ ملک و مال دنیا کہیں پورا نہیں اس کا ٹھکانا اسے ناحق بھی ملک و مال اپنا وہی اچھا ہے ہر بندہ سے بندہ کبھی ٹھیک ٹھیک کرے طاعت کا سجدہ بشکل بندگان دست تمت نہ افسردہ دن نہ اسکندر نہ دارا نہ پھر جا کر کوئی آیا دو بار پکڑ عادت بہ تسبیح و مصلا بہت افسوس کر اے مرد دانا بہا آنکھوں سے پانی مثل دریا </p>
--	---

روایت	کوئی بندہ نہیں ضرور تیرا دوست وگرے تو فقط مولیٰ ہی مولا	ب
ذرہ شوتا نسبتے حاصل کنی با آفتاب باش اندر سجده تسلیم خم مثل ہلال در طلب شوط لب لکڑنگ یا مطلق باش تو بہ کن تو بہ پشیمان شو کہ این در سبب نیست بیشک ز انوار لطف مہربان جزو کل هست نور قدرتش روشن بہرست و بلند	خاک و شوتا بر ندت از زمین تا آفتاب در دو ہفتہ تا شود شبت سرایا آفتاب قطرہ شویا بحر حوشان ذرہ شویا آفتاب تا نگر دو از رہ مغرب ہویدا آفتاب پر تو افکن گرد و از یک لمعہ صدمہ آفتاب میناید چہرہ تابان ز مہر جا آفتاب	

دور کن از مطلع ناصاف خود گرد و عیار	جلوہ گر گرد و چشم روشن تا آفتاب
سرور را خیر حمد ایزدی کار تو نیست	خود تو میدانی چه نسبت ذرہ را با آفتاب
<p>ما ضرر ناظر ہے وہ خلاق اکبر روز و شب مثل جان جزو بدن ہے ہر گھڑی وہ جان جان چہرہ دکھلاتا ہے وہ ہر طالب دیدار کو جابجا ہے پر تو افکن آفتاب معرفت جاویں ہو آٹھون بہر دریای لطف سرمدی ہر جگہ اس بار ہر جانی کا رہتا ہے قیام تازہ تازہ رنگستین بدلاتا رہتا ہے مدام بندگان ذات مولیٰ سالکانِ اہ حق رزق دیتا ہے وہی روزی رسانِ شام و صبح بادشاہان زمانہ مالکانِ مملکت حضرت حاجت روا کا ہر گدا محتاج ہے</p>	<p>ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان ہر روز و شب مثل دل ہے درغل سب کے وہ دلبر روز و شب چاند نیک اور کبھی خورشید نیک روز و شب ہر طرف نور الہی ہے منور روز و شب ابر فیض ایزدی ہے سایہ گستر روز و شب رست و چلنے پر وبال لایا ہر انداز روز و شب اس صحن زار جہان میں گل تر روز و شب ذکر سے غافل نہیں رہتے ہیں ہم بھر روز و شب سبکی لیتا ہے خبر وہ بندہ پرور روز و شب سب گھڑی رہتے ہیں سائل اس کی در پر روز و شب ہیں فقیر اس بابِ دولت کے تو نگر روز و شب</p>
روز و شب پھیلا بد رگاہِ خدا دست نیاز	بندگی کر سر جھکا کر حق کی سرور روز و شب
<p>جب کھڑ جانی چہرے آشیانِ عندلیب گل کو لیجا بیگا جب گلبن سے گلچین توڑ کے خاک اڑ جائیگی جب اس خاک سے بنیاد کی گل کا گل ہو جائیگا گلزارِ سو حسین چراغ روئیکے کیونکر نہ گل کی یاد میں وقتِ خزان</p>	<p>پھر کہاں جز لامکان ہو گا مکانِ عندلیب ساتھ ہی لٹکی ہوئی جائیگی جانِ عندلیب پھر کہاں رہ جائیگا باقی نشانِ عندلیب اس گھڑی چھو لیکر ہر داغ نہانِ عندلیب ابر کے مانند چشمِ خورشید نشانِ عندلیب</p>

مطلع

ہم بھی نصف گل میں ہوں ہمدستانِ عندلیب سارے چپ ہو جائیگے آخر کو مرغانِ چین آلو بولنیگے جہان اب بولتی ہیں بلبلین جسم سے بلبل کے جائیگی نہیں گلشن کی بو گذرا موسم گل بھی گلشن کے سبھی مرجھا گئے موسم گل تک فقط اس بوستانِ بہرین	گر زبان اپنی بھی بن جائے زبانِ عندلیب کوئی دہکے مالہ قمری فغانِ عندلیب زاع کا مسکن بن گیا آستانِ عندلیب خاک کھا جائے جب تک استخوانِ عندلیب رہ گیا باقی زبان پر داستانِ عندلیب ہو یہ فخر و اقتدار و غرور شانِ عندلیب
---	--

ہم زبانِ گل سے اے سرور اگر مطلوب ہے
عاشقوں سے سیکھ لے اول زبانِ عندلیب

ہے کیون بندہ پابندِ غم و زو شوب سنور جاتے ہیں کام بند کیے سب خدا پر نہ شا کر ہو یہ خاکسار کبھی ہے وہ خورند غمگین کبھی ہیں تیری کمائی کے دن آجکل نہوگا اگر آج ہنسیا ر تو تو مرتا ہے دنیا پہ کیوں اسقدر دمِ آخرین سخت پھپٹا ایگکا تیرے سود و بہود کے واسطے بنایا ہے بندہ خدا نے تجھے ہو اب وقت کر لے جو کرنا ہو کام زمانہ میں اساری خلقت سے پیش	ہو رنجیدہ دل کیلئے بے سبب ہو لکڑیا ہو آپہ حبِ فضلِ رب غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب ہو انسان کی دنیا میں حالتِ عجب تیری بہتری کا زمانہ ہے اب تو پھر خوابِ غفلت سے اٹھ گیا کب اٹھاتا ہو کیوں بار رنج و تعب سفر کر کے جائیگا دنیا سے جب مسبب ہی کرتا ہے پیدا سبب سکھائی ہیں اپنی عبادت کو وہ جب یہاں سے گیا جب پھر آگیا کب باکرام و اعزاز و خلق و ادب
--	---

عمل کا شرف حق کو منظور ہے	
نہ پوچھیکا سرور حسب درجہ	
آنکھیں کھول دو دیکھو دشمن ہر طرف انوار ذات جلوہ کرے ذات کا جلوہ بہستانِ جہان محسوس ذات حق ہر عند لیب زار ہے ہر صفت ہی مظہر نورِ صفات ایزدی اکون لا یعقل مہلا منکر صفات حق ہے ہر دل کو کر لے مظہر فیض صفات ذات حق	نیکے بنا دیدہ باطن سے کرویدار ذات ذاتِ کرکشن میں ہر چولی ہوئی گلزار ذات چہرہ ہر گل پہن پر تو گلن انوار ذات ظاہر ہوتا ہی ہر اک اظہار سے اظہار ذات کو نسابد ذات کرتا ہے بھلا انکار ذات اپنے سینہ کو بنا گنجینہ اسرار ذات
مطلع	
پہچو تیرے چلتے رہنے کے حشر تک گلزار ذات تیری صورت کے مصوّر کی نمایاں شکل ہے	ہے شگفتہ تا قیامت گلشنِ بے خار ذات ہر عیان خود تیری اپنی ذات میں آثار ذات
ذات حق کا قرب ہی سرور اگر مطلوب ہے چھوڑ دی سب دعویٰ قومیت کو اور تکرار ذات	
ہر چاروں طرف جلوہ گر اُسکی صورت ہر شام اُسکی صورت سحر اُسکی صورت وہ صورت کو پائیدار رہتے نہیں، مین لکھا رکھا ہے ہر جگہ اُسکا نقشہ اُسی کی بہار اور اُسی کی خزان ہے کوئی سمت بھی اس سے خالی نہیں ہے جو اربابِ بنیش ہیں وہ دیکھتے ہیں اگر دیدہ دل سے اُٹھ جائے پردہ	ادھر اُسکی صورت ادھر اُسکی صورت یہ دونوں ہیں شمس و قمر اُسکی صورت جو رکھتے ہیں زیرِ نظر اُسکی صورت کھینچی رکھی ہے سب کے گھر اُسکی صورت ہر ہر نیک و بد خشک و تر اُسکی صورت نمایاں ہی دیکھو جدھر اُسکی صورت منتقش بہر دار و در اُسکی صورت بہر صورت آئے نظر اُسکی صورت

یہ چپ جائیگی صورتیں جہت رہیں اسی شکل سے ساری ملتی ہیں شکلیں	رہیگی نہ باقی مگر اسکی صورت یہ ہیں صورتیں سرسبز اسکی صورت
--	--

ذرا دیکھ سرور کہ تجھ کو نظر آئے چپ و راست زیر و زبر اسکی صورت	
--	--

بہتے رہتے ہیں دنیا کے حالات بغیر از مرگ حاصل زندگی سے مزا حاصل ہے کیا دنیا سے تجھ کو اٹھامت مرغ و کلیف اسکی خاطر نکر اس میں تلاش آب حیات ان روح پر اگر چلنا ہے منظور لکھا ہے ایک ہی وحدت کا مضمون فقط اخلاص دل سے بندگی کر خدا کے واسطے فی الفور ہو جا تعمیر دور کر کے اسکا دل سے اڑھالیا بیگا کیا اپنے سر پر	کبھی دن جلوہ دیتا ہے کبھی رات نہوگا کچھ بھی اسے مرد کو ذات کہ اسکی محض بے لذت ہیں لذات کہ کٹ جائیں خوشی سے تیری اوقات کہ ہے اس فیض سے خالی یہ ظلمات قدم رکھو یہ استمکام و اثبات باجیل و بفسر قان و تبورات کہ منظور خدا ہوں تیری خدمات الگ دنیا کے سر پر مار کر لات بدل ڈال اپنے سب بیجا خیالات یہ گنج و مال و عالیشان عمارات
---	--

غزل ایک اور بھی لکھ ایسی سرور کہ درد انگیز ہیں تیرے خیالات	
---	--

جو گھر کا مال ہے سب کر دی خیرات نفی اثبات کا ہر وقت کر ذکر نکوئی کرنے میں مانند حبامی کیا کر بندگی اپنے خدا کی	کہ آئندہ کھلے باب فتوحات نہ لاجز ذکر کوئی برز بان بات تعمیل کن کہ فی التاخیر آفاست بہر حالت کبھی دن اور کبھی رات
---	---

<p>خلافِ حکم کوئی بات مست کر ہے بجا کھیل تیسری زندگی کا نہ کر اس زندگانی پر بھروسہ محبت کچھ نہ رکھ ان دوستوں سے ترے گھر میں فقط مطلب کے خاطر ترے دل کے لہجے نے لیے ہیں نکل جائیگا جب مطلب دوبارہ</p>	<p>بگاڑا سے نیک خواہش اپنی عادات کہ اس بازی میں آخر آئیگی مات کہ ہے اسکو بقا دن پانچ یا سات کہ ہے بیفائدہ ان کی ملاقات ہوا کرتے ہیں سب حاضر یہ حضرات یہ تعظیم و تکریم و مدارات نہ آئیگی نظر یہ بے وفا ذات</p>
--	---

رہے بستانِ دل سرسبز سرور
جھڑی باندھے اگر آنکھوں کی سہرات

<p>تو پہلے آئینہ دل کی کر صفا صورت ابھی سے بگڑی ہوئی اپنی تو بنا صورت اجل کے پردہ میں جب لیگا تو چھپا صورت ہمیشہ رکھنا طلبِ طالبانِ محسنی کی پلٹ گیا ترا کیونکر وہ خوشنما نقشہ تو بختنا جائیگا کس طور سے خدا جانے تو بندہ ہو کے نہیں حق کی بندگی کرتا کرا ایسی پہلے سے اصلاح اپنی صورت کی وہ ایک جلوہ وحدت ہے جلوہ گر گھر گھر وجودِ خلق خالق ہی کا عین نقشہ ہے</p>	<p>کہ صاف تجھ کو دکھائے وہ دلربا صورت خدا کو جا کے دکھائیگا ورنہ کیا صورت نہ یار دیکھیگا تیری نہ آشنا صورت کبھی نہ عاشق صورت کی دیکھنا صورت بدل کے نکلی ہے کیونکر یہ بد بنا صورت تیری رہائی کی نکلے گی دیکھیں کیا صورت ذرا تو شرم کرا سے مرو بجا صورت بگڑ نہ جائے کہیں تیری انتہا صورت دکھاتی ایک ہی صورت ہے جابجا صورت دکھاتا اپنی خدائی سے ہے خدا صورت</p>
--	--

بغیر خاک نظر آئیگا نہ کچھ سرور
تو اپنی غور سے دیکھیگا دُرا صورت

<p>دوستی میں جھگڑ سکتے ہیں کیا آرام دوست مان فرمان ای مسلمان دور کر کفر و نفاق نیک بد سے دوستی اپنی بڑھا اور صلح کل دوستی نیکوں کی جھگڑ نیکوں کی ہو نچا سگی مرد نیک زاد راہ آخرت پہونچا ہسم ہو کا تو جس وقت سارے دوستوں کے نامید منہ دکھائی گئے نہ پھر رہوں تلک بھی دکھینا چھوڑ دو ای دوستوں دوستانہ دوستوں کی دوستی یار ہے کیا یار جو اپنی غرض کا یار ہے دشمن جان میں حقیقت میں بد نیا و دنی</p>	<p>صبح بخاڑ میں جو دشمن تری اور شام دوست جھک کے کر تسلیم ای مرد خدا اسلام دوست خاص بھی جس سے تری غمخوار ہوں اور عام دوست صحبت سے بدی دلو ایگاہ نام دوست جتنی ہو سکتی ہو کر محنت بن آرام دوست ایسے وقت کسی میں ہو گا حق انجام دوست آج میں خدمت میں جا کر جتنے صبح و شام دوست بس سمجھ لو ایک محبوب ازل کا نام دوست دوستوں سے دوست مطلب دوست ہو کس کام دوست پختہ معزان محبت کو لیے یہ خام دوست</p>
---	---

رولیت	چار دن کی دوستی رکھے بھلا کس دوست سے دوستوں کس کو بنائے سرور گناہ دوست	ث
<p>نہ چھوڑا نپا کوئی ترکہ کسی کو مت بنا وارث اودھر چلے بگا تو اے بنجیر سب چھوڑ کر ترکہ کئی رہوں میں جو تو نے کیا ہے جمع گنجینہ نخل ہاتھوں سے جب تیری گویا یہ مخزن دولت تو کیوں رکھ چھوڑتا ہر مال و زر اولاد کی خاطر</p>	<p>بجز ذات الہی اپنا مت رکھ دوسرا وارث اودھر قائم کرینگے اپنے دعوے جا بجا وارث وہ سب لہجائی گئے بس ایک دم بھر میں اڑا وارث نہیں امید کچھ اُس سے تجھے پہونچائیگا وارث خدا خود اُسکو دیکھا جو کوئی ہو گا ترا وارث</p>	
مطلع		
<p>ترجہ کرنے کو سب میں نظر صبح و مسا وارث کوئی رہنے نہ پایا گھر کا مالک اور دنیا میں نہ مہنتا ہونہ روتا ہو کوئی اُسکے جنازہ پر</p>	<p>اجل تیری خدا سے چاہتے ہیں اقربا وارث رہا باقی خدا والی خدا مالک خدا وارث سفر کرتا ہو حب ملک جان مرد لا وارث</p>	

ہوا کیا گریہ ناوان گنج قارون کا ہوا وارث	بنا کیا گریہ وارث بن گیا ملک سلیمان کا
بھلا یہ بندہ ناچیز ہے کس چیز کا وارث	بجز خاک اسکو کیا حاصل ہوا ہوا رفا فی مین

کسی کے بھی نہ قبضہ میں رہی دنیا سے دون سرور
ہزاروں اسکے مالک بن چکے بے انتہا وارث

داد حق کی داد سے پائے تو پائے مستغیث	حق کے در پر بے دھڑک جائے تو جائے مستغیث
جب کھلا دربار باری ہو برائے مستغیث	بندہ محکوم کے کیوں پاس جائے مستغیث
ہر وہی حاجت و حاجت وائے مستغیث	ہے وہی مشکلاں مشکلاں سے بندگان
عجز سے منظور ہوتی ہے دعاے مستغیث	عجز سے انصاف ملتا ہو وہاں مظلوم کو
مان لیتا ہے وہ عالم التہائے مستغیث	آپ کرتا ہے عدالت حق پر دروگاہ

مطلع

جا پہنچتے ہیں فلک تک نعرہ پائے مستغیث	موم کر دیتی ہو تجھ کو صدائے مستغیث
کیون نہ ہو حکم عدالت بر رضاءے مستغیث	مستغنا سے عدل ہو جب مدعاے مستغیث
گوش قدرت کے وہ سناتا ہے صدائے مستغیث	سنہ سے بولے یا نہ بولے بندہ اندوہناک
کھائے غم من بخت لعل حبیبک کھاے مستغیث	مستغیث اپنا پیے خون جگر جب تک پیے
کیون نہ کر اس درگاہ سے محروم جائے مستغیث	ذات باری سبکی سنتے ہے برابرناشین
اپنی حالت کسی جا کر سنائے مستغیث	راز دل اپنا سمیڑہ کرے کس سے بیان

ج

کر کے کیونکر زبان سے حال دل سرور بیان
بند زنجیر دن میں ہون جب دست و پائے مستغیث

روایت

چاند سورج کی طرح روشن کر گیا نام بیج	رات دن شام و سحر آئیگا تیرے کام بیج
جھوٹے کا آخر ہو جھوٹا اور سچ کا ہی انجام بیج	حق کا بندہ ہو اگر کچھ ہر گھڑی حق پر نظر
راست بازوں کے لیے پورا ہو اس حکام بیج	اپنے پایہ سے نہیں گرتا ہے سچا آدمی

سر سربج جان فرمان خداوند کریم	سچے دل سے مان جو نازل ہوئی حکام سچ
میٹھی ہوگی تیری ہر اک بات مانند نبات	راست گوئی اگر ہو لگا صبح و شام سچ

مطلع

مرد کا فر کو دکھاتا ہے رہ اسلام سچ	مزمون کے دور کر دیتا ہے سب الزام سچ
جھوٹھی یہ دنیا ہوا و جھوٹی ہیں سب دنیا کو دست	راست اگر ہو چھو تو ہی ذات خدا کا نام سچ
سچا بنکر کر زبان اپنی سے وہ سچا کلام	صدق دل سے جان لمن سب ہو خاص عام سچ
تجھ کو سچ رکھیں گے بیشک تا قیامت سرخرو	عمر بھر کے واسطے ہو نیا نیکا آرام سچ
سچ کبھی گھٹنے نہیں دیتا ہے اسکا اعتبار	مرد کو ہونے نہیں دیتا کبھی بدنام سچ

آج کل کا وقت سرور کیا نازک وقت ہے
وقت پر بے جھوٹھ کے دیتا نہیں ہے کام سچ

ہر مال و زر کا تری گھر میں جمع حبتنا گنج	وہ ایک دم میں اٹھا دے براہ مولا گنج
سپرد کر کے نہ جانا وہ مفت خور و ن کے	جو تو نے رنج اٹھا کر کیا ہے پیدا گنج
کسی کے واسطے مت چھوڑ ایک خر مہر	اٹھالے بانڈھ کر سب اپنے ساتھ اپنا گنج
بنالے سینے کو حسن عمل کا گنجینہ	کہ کام آئے ترے وہ برابر عقبا گنج
سفر کے وقت بہر چار سو لطف رکھنا	مبادا چھین لمن قراق تجھ سے تیرا گنج
مبادا کام نہ آئے کسی کے تیرا مال	زمین میں دابا ہی رہ جاے وہ سراپا گنج
وہ بند و بیچ سمجھتا ہے گنج قارون کو	خدا سے صبر و قناعت کا جسے پایا گنج
وہ فیض دانی کر اپنی ذات سے جاری	کہ بتا لوگوں میں تیرا رہے ہمیشہ گنج
نہ چور کا اے غم ہے نہ خوف رہن کا	ہر گھر میں جسے کیا جمع معرفت کا گنج
دیا ہو حق نے تجھے مال صرف کرنے کو	دبا کے رکھا ہو کس واسطے پھر اتنا گنج
ترا خزانہ یہ پورا ہے آج کل قبضہ	خدا کی راہ پہ دے ڈال اپنا سارا گنج

تو کیسے مانگتا پھرتا ہے کوڑیاں گھر گھر | کہ ترے گھر میں ہے موجود موتیوں کا گنج

رہا کسی کے نہیں پاس آج تک سرور
جو جمع کر گئے اسکندر اور دارا گنج

بڑھ گیا اس خاک کے پتلے کا کیون اتنا مزاج
ایسی کیا سودا المزا جی آگئی اس خاک میں
اوپنچا کس پر ہے مزاج اس بندہ ملک کا
اصل انسان ہو جو انسان حلیم الطبع ہو
پانی کا قطرہ تھا تو یہ خاک یا گرد و غبار
خلق سے کیون ایسا پیش آتا ہر کج خلقی کو ساتھ
ظاہر و باطن اگر صحت سمجھے مطلوب ہے
دوست دشمن نیک بد ساری ترے مشکور ہوں
اس سے کیا بہتر ہے گردِ دنیا میں جاں رکھے
خاک سے نکلا ہو تو پھر خاک میں چھپ جائیگا

چڑھ گیا کس پر ہے تاعرش برین اسکا مزاج
جس سے اس ہمار کا ہے اقتدر بگاڑا مزاج
عاجزون اور خاکساروں کا بھلا ہو کیا مزاج
آدمی وہ آدمی ہے جسکا آہستہ مزاج
جسپہ لب پایا نہیں جاتا تیرا اصلا مزاج
سیکندروں سے بھلا رکھتا ہو کیون ٹیڑھا مزاج
کر درست اپنی طبیعت اور سنو ار اپنا مزاج
بد مزاجی سے میرا ہوا اگر تیرا مزاج
اچھا خلق اچھی طبیعت اچھی خواہاں مزاج
اقتدر ہو کس بھروسے پڑا اوپنچا مزاج

انپے پایے سے تجا و ز سرور را ہرگز نہو
رکھ سدا اپنا سجدۂ اعتدال ایسا مزاج

پہلے بھی تجھ سے بہت تھے اہل تاج
آخر الامر اس جہان سے چل دیے
آج تک سوتے ہیں وہ زیر زمین
بد مزاجی سے نہیں چہارہ کوئی
گذرا جاتا ہے تری محنت کا وقت
سُرخ جانے میں تجھے اسے ناک زاد

سرزمین کا جنکو ملتا تھا تسرور
چھوڑ کر سونے کے تاج اور تخت عاج
جنکا تھا عرشِ معلے پر مزاج
یہ مرض ہے فی الحقیقت لاعلاج
کل کو جو کرتا ہے کر لے کام آج
کیسی عار اور کیسی شرم اور کیسی لاج

ساتھ لیجا بیگا دنیا سے نہیں پھر جو انسان اسکی خاطر کیوں ملول خیرین کر کام جو کرنے کا ہے ہے مرغن ملک ہوا و حرص کا دم میں دم حب تک ہے مت جانو مرد و دشمن دل بنو را نرودی	جبکہ سلطان سلطنت اور راجہ راج رکھے کیوں اس بیوفا کی امتیاج مرد حق ہو کر نہ بن رو بہ مزاج کر علاج اس کا ابھی سے کر علاج دوستوں کے پاس لیکر امتیاج دین اور دنیا میں ہے روشن سراج
---	---

دولیت	صدق دل سے مان لے اس بات کو سرور اہو شرع میں جبکار واج	ح
-------	--	---

پکار خالق اکبر کے نام کی تسبیح فرشتہ بن کے بچرخ برین پہنچ جائے خدا کے ذکر میں مشغول صبح و شام رہو جناب باری کو کرایا دیا بار بار مدام وہم اخیر ملک کر عبادت مولے فلک پہ ساری ملک کرتے ہیں خدا کا ذکر پڑھ اپنے سینہ سے سبحان ربی الاعلیٰ کبھی زبان سے نفی بول اور کبھی اثبات خدا کی مادیوں میں مدام و دو دجوش و طیلو غریب و مکر کا ہرگز بچا نہ سب باد ہزار دانہ کی تسبیح کیا ضرورت ہے	کہ سن لہن عرش پہ سبوحیان تری تسبیح پڑھے زمین پہ اگر کوئی آدمی تسبیح کر اسکے نام کی ہر وقت ہر گھڑی تسبیح پکڑ کے ہاتھ میں سمرن کبھی کبھی تسبیح سمجھ لے زندگی میں اپنی زندگی تسبیح زمین پہ پڑھتا ہے ہر ایک آدمی تسبیح کہ ہے یہ صفحہ دل پر لکھی ہوئی تسبیح کبھی پکار تو تہلیل اور کبھی تسبیح اسی کی رکھتے ہیں در زبان سبھی تسبیح نہ باندھ لوگوں کے دکھلانے کو بڑی تسبیح بنالے انگلیوں کی وقت نبدگی تسبیح
--	--

بلک نظم پر دلے نئے گھر سرور بنالے موتیوں کی حد ایزدی تسبیح	
---	--

دیرہ بکشاؤں بچشم دل بہین الہار روح آب پاشی کن چو ابراز دیرہ گریان چش کے شود دفع از اطمینانے زمان آزار جان بر فلک از دوش انبار تعلیق اسے عزیز	تا دہر جلوہ بنور دیدہ ات دیدار روح تا شود خندان بہستان تنگ گلزار روح از میسج کے شفا حاصل کند بیمار روح تا نگر دو بار حسرت باعث ادبار روح
---	---

مطلع

خانہ تاریک دل کن روشن از انوار روح کن بسو دا محبت روز و شب سوداگری نہ قدم بیرون ز خارستان تن او عند لب شمع روشن کن درون دل ز نور معرفت عرشیاں در گریہ و روحانیان در خیرت اند جسم خاکی چون شود منکر ز وحدانیتش	سینہ را گنجینہ اسرار کن ز اسرار روح تا باند گرم در شہر تنگ بازار روح کن نظر در لالہ زار گلشن بنجار روح تا شود خاک وجود مطلع انوار روح از صدائے نعمت جانسوز موسیقار روح شد ازین دعویٰ چو در روز است قرار روح
--	--

روح عاجز را کن در بند عصیان مستلا

رحم کن بہر خدا سرور بحال زار روح

گر لگیا نکتہ وحدت کی کوئی کیا شرح ہے ایک لفظ احد کی ہزار ہا شرح وہ کیسا واحد مطلق ہے جسکی کثرت کی بشکل شمع جلاوین و بہین زبان اسکی دقیق نکتہ ہے خدا کی عرفان کا نہ سمجھے آدمی وہ بات کیا جمالت ہے جو لکھنے پڑھنے سے باہر ہوں رمزی باتیں کسی کو اپنی مصیبت کی مت دکھا تفصیل	ہر جسکی واحد مطلق ہی جانتا شرح الگ الگ ہیں مفاہین جدا جدا شرح کسی سے ہونہ سکی آج تک صفا شرح گر اسکی کوئی موصد کرے ذرا شرح لکھے گا کیا کوئی تفصیل اسکی بات شرح عزیز و کرتا ہو جس بات کی خدا شرح زبان خامہ کرے اس میں کیا بھلا شرح کسی کو حالت باطن کی مت سننا شرح
---	---

ہر ایک حکم کی تعمیل تجویز واجب ہے جو مجمل اترے تھے فرمان جناب باری سے	ہر جسکی کی گئی قرآن میں جا بجا تشریح نہی ہیں کر گئے اسکی ذرا ذرا تشریح
	بروز حشر ترا پڑھ کے نامہ اے مسرور ترے گناہوں کی دنگے تجھے سناتے تشریح
صلح کو جانتے ہیں اہل صلاح یاد کر سب کو خیر و خوبی سے روز و شب بندگی میں ہو مصروف بمختلہ حق سے اپنی تفسیر سن بعد از ان دیکھ غیر کی حالت نفس سرکش کے جنگ کی خاطر مارتا ہے اگر اُسی کو مار جسم کو بندگی میں رکھ مشغول زال دنیا کے ہوتے رہتے ہیں دیکھیں اس سے بچ سکے جتنا پونچے فوراً بمنزل مقصود دیکھ گوتیری آنکھیں روشن ہیں	قوت جسم و راحت ارواح کہ سبھی خلق ہو تیسری صلاح سجدہ کر سر جھکا کے شام و صبح رہ ہمیشہ بزاری و الحاح پہلے کر اپنے حال کی صلاح گر تو مرد خدا ہے باندہ صلاح شرع میں بھی ہے جھکا خون مباح کہ خدا بخشے تیری روح کو راح روز لاکھوں طلاق اوز نکاح ہو ترے واسطے ہی اصلاح ہو اگر رہر و طریق صلاح ملک ملکوت و عالم ارواح
روایت اپنے فضل و کرم سے مسرور	کھلا رکھ باب فتح یا فتح
بھلائی کر لے کسی سے کہ آج کی تاریخ پرانے وقتوں کی برباد ہو چکی تاریخ بخیر و خوبی زمانہ سے عیب تو چل دیکھا بھری ہیں ذکر سے جنکے ہزار دن تاریخ	بھلا زمانہ بھلے دن ہیں اور بھلی تاریخ نئے زمانہ کی ہے آجکل نئی تاریخ مبارک آئینگی دیکھیں وہ کون سی تاریخ کمان کھائی وہ دیتی ہیں آج کی تاریخ

نشان نہ دارا کے دفتر کا آج ملتا ہے

نہ پائی جاتی ہو کوئی سکندری تاریخ

مطلع

جان میں آیا تھا تو پہلے بھی کسی تاریخ
ہمیشہ کرنے کا کام حق کی بندگی کا
تعدا ہی جانے کہ کس روز مرگ آ پہونچے
گزرے جاتے ہیں دن جتنے زندگانی کے
بوقتِ شام بھلا کس سے مانگے گا اجرت

یہاں سے جانے کی بھی کوئی آسکی تاریخ
تم آسکے واسطے ٹھہراؤ مت کوئی تاریخ
کہ آسکی کوئی نہیں ہے مقرر ہی تاریخ
کم ہوتی جاتی ہے ہر روز عمر کی تاریخ
نکے بیٹھ کے جسکی گزر گئی تاریخ

لکھی ہیں تو نے بہت سی کتابیں اسے سرور

کوئی ہے حد کوئی نعت اور کوئی تاریخ

بازیان تازہ دکھاتا ہے ہر بار چرخ
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم روز و شب صبح و سہا
سارا چمکاتا ہے دولت کا کسی کے واسطے
الیٹان چلتا ہے چالیں روز و شب گردون
بر فیض حق اگر بر سے زمین پر ایک با
بندگی میں گردون گردون جب جھک گئی
یہ گرفتار شکم دور و دیون کے واسطے
بیوفانا آشنا دنیا ہے کس کی آشنا
گردش گردون کیوں مردودن ڈرتا ہو تو
لا اٹھا اک روز عکس میں تجھے گردون گردون

جب کھینچو دور میں ہر روز شب و چرخ
رنگین کرتا ہے دنیا میں نئی اظہار چرخ
اور دکھاتا ہے کسی کو ظلمت اور بار چرخ
ٹپڑھے کھاتا ہے ہمیشہ چرخ کج رفتار چرخ
غار سے پیدا کرے سو گلشن بنجار چرخ
ہو گیا نور خدا سے مطلع الانوار چرخ
کھاتا ہے مثل نہ و نور ہر گلی بازار چرخ
دوست کس کا ہو زمانہ اور ہو کس کا یا چرخ
جب نہیں دنیا میں ترے کام کا ونا چرخ
ہو گا تیرے چرخ و نیے کر لے تیار چرخ

بار دنیا سر پہ اسے سرور اٹھا بیٹھا ہے تو

آجائے اس سے پر سر میں ترے اسے یا چرخ

<p>کستدر رکھتا ہے اپنا حوصلہ انسان فراخ بن کے صابر تھوڑے سوتلے بوج سے بھر لیا شکم جان بہت تنگی سے دیتے ہیں ہی وقتِ خیر گھوڑا دوڑانے سے جی پاتا ہوا راتِ ن گلشنِ دنیا میں کس کس گل کو دیکھے عندِ لب بخشی وسعت ہے محبت کو خدا نے کستدر بارگاہِ ذاتِ ربانی میں تنگی کچھ نہیں رونا دھونا تنگ دستی میں عبت ہو دستو سب اعلیٰ جا بیٹے رکھیں لیری اہلِ دل جا بیٹے روئے زمین پر پنجہ دست سخی</p>	<p>کستدر اس مرد کی بہت کا ہے دامان فراخ پیٹ کر رکھتا ہے اپنا بندہ نادان فراخ جنگے دنیا میں محلِ اونچے ہیں اور الوان فراخ معرفت کا ہو کھلا دروازہ اور میدان فراخ حوصلہ اسکا ہو از بس تنگ و رستان فراخ حق نے کیا پیدا کیا ہے دامنِ احسان فراخ آنے والوں کو لیے ہو درگاہِ جان فراخ روزی کر سکتے نہیں یہ دیدہ گریان فراخ سب بڑھکر جا بیٹے ہو بہت مردان فراخ ہو شکلِ دامنِ ابر گراشتان فراخ</p>
--	---

مسرور امت ہو بوقتِ تنگ دستی تنگ دل
ہاتھ کر دنگے تراشا ہنشتہ جلیانِ مسراخ

<p>بندہ ہو کر اگر ہو تو گستاخ بند کر جتنے ترے سینے میں گلشن و ہر کتنا چوڑا ہے تختے تختے پہ جلوہ گر ہیں چھول کیون بڑھالے گیا ہے کاخِ اپنا تھوڑا سا انقلابِ حبیب ہو گا سوت آئی تو بھاگنے کے لیے سایہ گستر شکلِ طو بے ہیں</p>	<p>لوگ اسپر کرنگے تجھ کو مزاح ڈال رکھے ہیں حرص نے سوراخ باغِ دنیا ہے کیسا باغِ فراخ نغمہ زنِ بلبلین میں شاخِ بشاخ آسمان تک یہ بندہ گستاخ نماک بن جائیگا پلٹ کر کاخ کونسا بندہ ڈھونڈ لیا سوراخ شجرِ معرفت کی ہر ہر شاخ</p>
<p>تنگ تنگی میں بہت ہوا سے مسرور</p>	

رولیت

مانگ اپنے خدا سے رزق سراغ

و

ہوا و حرم کا جب تک نہ توڑیں ہم نہیں
 کبھی اکٹڑ نہیں سکتا قیام عالم تک
 چھڑاتا جاتا ہے دنیا کا بندہ سالک
 نہ ٹوٹتا ہے نہ ٹوٹتا تھا اور نہ توٹیکا
 خدا نے باندہ دیا تھا و جو غنیمت کا
 ہم آج رکھتے ہیں کیوں غار شا کسارت
 نہ آنا و لیکن از نمار و ام و نیامین
 بلا پہ اور بلا کیوں بڑھاتے پاتے
 بنا کسی کو نہ دنیا میں اپنا ہم رشتہ
 نخل ہی جائیگے ایک روز ہو کے بوسیدہ

خدا سے کس طرح جوڑیگے یک قلم پویند
 خدا سے جسکا عزیز و گیا ہے جم پویند
 بشا ہر راہ طریقت قدم قدم پویند
 بے محنت رشتہ محبت کا اور ستم پویند
 از ان کے روز و شب رشتہ بندہ پویند
 کہ ہونگے ناک سے آخر کر جا کے ہم پویند
 چھڑا ہی لیا جو ہوا اس سے بیش و کم پویند
 لگاتے جاتے ہو کیوں ایک غم و پتہ پویند
 سمجھو کسی کو بھی ہرگز نہ اپنا ہم پویند
 ہیں تریو جوڑ و یک آپس میں قسبہ غم پویند

غزل

بجھو و ساد دنیا کے پویند پر نہ رکھ مسرور
 کہ ہوتے جاتے ہیں ڈھیلے یہ و سب ہم پویند

فارسی

بر چہ خواہد میکنند خلاق اکبر نیک و بد
 مسلم و کافر نہ گردن بجا ک نہ کی
 بار و آن ابر کرم ہر وقت برست بلند
 معصمی یا بد ز خوان نعمتش ہر مار و مور
 جا بجا لرزان ترسان است از عیش جان
 نیک و بد امین و افضل و احسان نہ است
 غور کن در حالت خرد و کلان نہ بد و نیک
 در زمانہ روز و شب ظاہر سیاہ است و سپید

بست در دست خدا پویند و نیک و بد
 ماندہ بر بحر آب تسلیمش ملکون سر نیک و بد
 بست خود شید عنایت جاوہ اکبر نیک و بد
 بخور و ہر روز و شب فزنی برابر نیک و بد
 بست از قمرش ہر اسان ہر زمان ہر نیک و بد
 سو کو او دار و نظر باد ویر نہ تر نیک و بد
 کہ چشم میرے کز نادان نظر و نیک و بد
 ینما میر و کے نمودارین پر وہ اکثر نیک و بد

<p>ناتوانی دوستی کن ترک با خلق جهان فی الحقیقت مرجع خلق جهان ذات خداست</p>	<p>ز آنکه هست از دوستانت طالب زرنیک بد سوے حق دار و رجوع خود سر زرنیک بد</p>
	<p>بندہ را یارب عطا کن دیدہ مردم شناس آشناسد ہر زمان زان نور سر ورنیک بد</p>
<p>جو خود ہے بند و محتاج آسپہ کیا امید ہو طالبان حقیقت کی پشوا امید نہ دوستی کی ہے دنیا سے ابتدا امید ہزاروں خواہشیں بندہ خدا سے رکھتا ہو وہ آئے آئے نہ آئے نہ آئے کیا جانے گناہ گار ہزاروں گناہ کرتے ہیں جو آیا جانے کی خاطر ہے دار فانی میں بغیر حسرت و افسوس و ناامیدی کے وفا کی اہل زمانہ سے اس زمانہ میں امید بندوں کی مطلب نہ آری کرتی ہے</p>	<p>خدا کی ذات پر رکھتے بندہ خدا امید بے سالکان طریقت کی رہنما امید نہ ہو وفا کی زمانہ سے انتہا امید ہے حق کی ذات پہ اُسکو ہزار رہا امید ہے کسکو زندگی کی ایک دم بھلا امید نہیں میں فضل خدا سے گروہ ناامید قیام کی وہ ترکے یہاں ذرا امید امید و اردن کو اس سے بھلا ہو کیا امید نہ ایک رکھے توقع نہ دوسرا امید دلخانی سب کو ہو مطلب کا راستا امید</p>
	<p>بھروسہ رکھتا پورا اگر تو محتال ہے تری بر آئنگی فی الفور سرور امید</p>
<p>وہی بندہ بنے غم سے آزاد عیانِ حدیث ہے کثرت کا جلوہ وہ ہو شاہنشاہِ تسلیم ہستی خدا کے فیض سے پاتی ہو سب فیض ہمیشہ دم بخود ہیں اہل تسلیم</p>	<p>نہ رکھے جو کہ حبِ مال و اولاد اُسی واحد سوچ لاکھوں کی تعداد وہ ہو فرمان روا سے ملکِ آباد ہو خلقت حقیقہ دار و اح و احباب نہ زاری ہو نہ ناش ہے نہ فریاد</p>

مطلع

رہ گیا کب تک یہ خانہ آباد
خدا سے مانگ جو تو مانگتا ہے
عزیز و نفس امارہ کو مارو
گرفتارِ غم و سنا نہونا
نہو گر آدمی میں آدمیت
خوشی خالق کی گر تم پاتے ہو
خدا کا دوست ہے حکم خدا سے

دھری پانی پہ چو جس گھر کی بنیاد
کہ مل جائے تجھے دولت خدا داد
کہو قتل اسکو فوراً بن کے جلاد
الگ ہو جاؤ سب سے اور رہو شاد
تو پھر کس کام کا یہ آدمی زاد
ہمیشہ رکھو اسکی خلق کو شاد
اگر یہ فاسق و فاجر ہو جو داد

غزل اک اور بھی لکھ اس طرح پر
کہ خوش ہوں تجھے مردان خدا داد

غم دنیا میں ہو جائیگی برباد
نہو مغرور اتنا اور نہ کر غرور
وگر لائق ہے بنیا اسے نہر مند
مجرد بن شکل اہل تجرید
بوقتِ غم خدا پر رکھ بھروسہ
خدا کا اے مسلمان مان فرمان

تری یہ جان شیریں مثل فریاد
بسابقِ عزت آباد و اجداد
کہ اس عزت پہ عزت اور ایزاد
رہو فردِ جان مانند افراد
خدا سے وقت مشکل مانگ ملاد
پذیرا کر جو ہو خالق کا ارشاد

مطلع

خدا کے روبرو کر اپنے فریاد
کھڑا باغِ جہان میں جب تک ہے
نہیں ملنے کا تجھ کو رزق مقسوم
نہ بھول اپنے خدا کو مثل فرعون

کہ دے وہ داد گر فریاد
رہو آزاد مثل سرد آزاد
زیادہ حد سے اور قسمت سے انرا
نکر لوگون پہ شدت مثل شداد

<p>اڑا نامق نہ خاک اپنی کا خاک بجھامت دل سے سو عشق کی آگ سبھی سے کر لے تمہرا پیہ دل کو فقط ساری جہان کے سرور و تیری دولت تیرے وارث تیرے اٹھایا اسکو لجا دینگے حکام</p>	<p>مباردا آبرو ہو جائے برباد یہ لوہا گرم رکھ مانند آگ بناسخت اپنا سینہ مثل فولاد بنالے دوست مردان خدا داد بست ہی جلد کر لہو ننگے برباد ویا کھا جائیگے سب ملکہ دانا</p>
<p>روایت</p>	<p>تیری حمد ایزدی سن سنے سرور زمانہ بولتا ہے آفرین باد</p>
<p>ہے اسی دام تعلق میں یہ بندہ ماحوذ کیسا پابند طبع ہو گیا انسان طماع گرتا دانہ پہ نہ گر کھول کے مرغ نادان چھوٹ بھی جائے گراس بندہ بندہ الکار ایسی آفت سے بھلا چ سکے کیونکر انسان کس مصیبت سے یہاں آدمی دن کاٹتا ہی منے پایا جسے دنیا میں مصیبت پایا آدمی ہوتا اگر صاحب ہوش و ادراک ایسا زنجیر تعلق میں نہوتا پابند چھوٹا پاؤ گے جب تک کہ نہ دم مایگا</p>	<p>باب ادا بھی تھا جس بھید میں اسکا ماحوذ حرص کے پنجہ میں ہے آدمی کیسا ماحوذ کیونکر اس دام غم و رنج میں ہوتا ماحوذ اسکو کر لیتے ہیں فی الغور دوبار ماحوذ جس مصیبت میں زمانہ ہے سراپا ماحوذ کس گرفتاری میں تھا ہی ہستی ماحوذ فی الحقیقت جسے دیکھا ہی سو گیا ماحوذ محبس غم میں نہوتا کبھی ایسا ماحوذ ایسا زندان تفکر میں نہوتا ماحوذ دام و نایب جنسہ دار نہوتا ماحوذ</p>
<p>نہ کر لکھ لکھ کے کالے اس قدر ایسی بجز کاغذ</p>	<p>دیکھیں کب لکھی کی سرور کے تن زار سے جان دیکھیں کب چھوٹ گیا زندان سے پرانا ماحوذ</p>
<p>نہ کر لکھ لکھ کے کالے اس قدر ایسی بجز کاغذ</p>	<p>سیا ہی خشک کر لکھنے میں اتنی اور نہ تر کاغذ</p>

بنا کر مسکوب اہل نظر تو نہ جان رکھیں
 ترک سمجھانے کو اس کا تب نہ سمجھانے لکھے ہن
 تعلق کا بڑھا دفتر نہ اس دیوان عالم میں
 بیٹیا جائیگا جوق دفتر تیرے دیوان کا
 رقم کر رہے سکین حقینے معنایں خاک ساری کے

کوئی ایسا نہ اکی حمد میں تحریر کر کاغذ
 معنایں اپنی وحدت کے بہر لوح و ہر کاغذ
 قلم مست توڑا تھے اور نہ کر خرچ اس قدر کاغذ
 نہ آئیگا کہیں اس کا نظر باز دگر کاغذ
 کہ ہو روشن شکل کاغذ زر زر سر کاغذ

مطلع

لکھ ایسا ذوق و شوق حق میں اہل نظر کاغذ
 خدا کا نام اپنے صفو دل پر فقط لکھ لے
 ورق کسو اسطے شام و سحر نادان ملتا ہے
 موجد نیکے کر لے یا ذمہ ایک وحدت کا
 سیاہی بھینک دی ہر تونے اتنی اپنے ناپ

کہ کر جائے ہر اک مشتاق کے دل میں اثر کاغذ
 نہ رکھ دفتر کے دفتر باندھ کر تو اپنے گھر کاغذ
 کیا کرتا ہوں در رات کیوں زیر زبر کاغذ
 نہیں لکھا ہے جس کا خاتمہ قدرت نے ہر کاغذ
 کہ آتا ہے نظر کا لا جہر و کیمو ادھر کاغذ

روایت

مطالعہ کر کتاب عشق کا شام و سحر سرور
 فقط رکھ نامہ اعمال کا پیش نظر کاغذ

بندہ عاجز کیلئے کرتا ہے اتنا زور و شور
 ہو کے مغرور اپنی دکھلاتا ہر بندہ ناتوان
 تھوڑی سی ہستی پہ کسو اسطے جوش و خروش
 سیکڑوں بستم ہزاروں پہلو ان لاکھوں امیر
 ٹوٹ جائیگی یہ قوت بازوؤں کی ناگمان
 ہاتھ سے گر ہو سکے کچھ کام کر لے مرد کار
 مرد میدان عبادت ہے وہی مرد خدا
 مال دنیا کا حقیقت میں کوئی مالک نہیں

استقدر کیوں خاک کرتا ہے تپا زور و شور
 کیسی طاقت کیسی قوت اور کیسا زور و شور
 اس قدر اسی بات پہ ہوتا ہے کیسا زور و شور
 چل دیے دکھلا کے آخر اپنا اپنا زور و شور
 خاک میں مل جائیگا انسان کا سارا زور و شور
 نادمہ کیا ہر زبان سے اتنا کرتا زور و شور
 آکے اس میدان میں ہو دکھلا دیو زور و شور
 کرتے ہیں ناحق ہیشہ اہل دعویٰ زور و شور

<p>ہوا دھندون کو دل میں جوش زن جوش گناہ آج تیرے جسم میں جتنی بھری ہیں قوتیں اصل میں امی پہلو ان کمزور سوتری شست</p>	<p>حق کی رحمت کا ادھر کرتا ہی دریا زور و شور چار دین کے بعد یہ رہا نیگا کیا زور و شور پھر کھلا کس بات پر ہوتا ہے ایسا زور و شور</p>
<p>لکھی یہ سرور ہر زور و شور کی تو نے غزل جسکو سنکر دل میں ہو جاتا ہے سیراز و شور</p>	
<p>خوشی سے مان سرور حکم تقدیر نہ دے ہاتھوں سے عجز و خاکساری بلوچ سینہ لکھ لے حق کا نقشہ زبان پر لانا غیر از راستی بات زمانہ مرگ کا ہے آنے والا کمان رہا نیگے قائم ترے بعد نشانہ موت کا ہو گا تو آخر گناہوں کی معافی حق سے عجبت کرتا ہے تو دنیا کی خاطر میت پھٹا نیگا جس وقت تبھکو خوشی مت ہو اگر مل جائے دولت</p>	<p>کہ جاتی ہی نہیں پیش اس میں تدبیر اگر اسکے عوض مل جائے اکبر یہ تصویر اپنے دل پر کر لے تحریر کہ اہل دل بھی سن لیں تیری تقریر نموگی اس میں کچھ تقدیر و تاخیر یہ عالی شان محل اور اونچی تعمیر پڑیگا برہنہ اک روز یہ تیر خدا سے بخشوا ہر ایک تفسیر یہ سب جہل و غریب و کمزور ویر ملیگی آخرت میں اسکی تعزیر وگرچہ جہنم جاتے مست گرد لکھو دیر</p>
<p>ابھی کھا سرور غم عاقبت کا سنو اس کام کو کرا بھی تدبیر</p>	
<p>ملکے بیٹھو دوستو بہر عبادت بار بار عمر گزری کٹ چکا دن شام کا اب وقت ہے کل نہ آئیگا نظر گلشن میں جب وقت خزان</p>	<p>یہ جگہ ایک ایک دو تین تین اور چار چار کر سکیگا کیا بھلا اس وقت اسے بیکار کار عند لیب زار و دیگی نہ کیونکر زار زار</p>

دی نہیں سکتے ہیں کچھ جھکود دنیا کے دوست بے تعصب ہر کسی سے مل کہ حق تجھ کو ملے سیر کر اور دور سے گل دیکھ اس گلزار کے ٹوٹ جائیگے یہ سب پیوند بعد از چند روز نفس کافر سے بہادر بن گئے لینا انتقام ایک دن یہ سانپ بن گئے مار ڈالیا تجھے موسم گل یا خزان ہو لالہ زار دہر میں	بن نہیں سکتے ہیں دشمن دوست اور عینار بار جس طرح ملتے ہیں باہم دوست دوست اور بار بار پر بنا اپنے گلے کا انگوشت زہار بار رشتے سب ہو جائیگے دنیا کے آخر تار تار اُسپہ خود کرنا پکڑ کے ہاتھ میں تلوار وار نفس مار رہا کیا کرتا ہے ہر دم مار مار دل کو ایسے انقلابوں سے نہ رکھنا خار خار
---	---

سخت بیماری ہو درد دل تو اپنے آپ کو
بن گئے ناپرہیز مست اسے سرور بیمار مار

وعدت کا کر زبان سے اقرار بار بار کرتا رہو ہمیشہ صفا دل کا آئینہ کر بار بار بندگی رب کریم کی کس کس طرح دکھاتا ہوتا زہ ہمار دیکھ برسا خدا کے خوف سے خون جگر مدام	کر منہ سے حق کے گلے کی تکرار بار بار لگ جائے تاکہ اُسکو نہ زنگار بار بار کچھ جھکا کے سجدے میں اسے بار بار بار ہر فصل میں یہ گلشن بخار بار بار آنکھوں سے شکل ابر کھر بار بار بار
--	---

مطلع

حق ہے وہ پائے دولت دیدار بار بار آنکھوں سے جسے پر وہ ظلمت اٹھا دیا کب بار بار بولینگے گلشن میں بلبلین حق بار بار کرتا ہے سب کے گنہ معاف آخر وہ یا ہی لیگا مسیحا کو ایک دن	مل جائے با حجب کبر بار بار بار بار دیکھا اُسی نے چہرہ دلدار بار بار کب بھولے گی یہ حسن کی گلزار بار بار تو بہ قبول کرتا ہے عفو بار بار بار ڈھونڈے اگر کوئی اسے بیمار بار بار
---	--

پھیلا بغیر حق کے نہ غیر دن کے روبرو

دست سوال سرور نادار بار بار	
دور کر نام خدا لیل و نہار بندگی کر حق کی اسے کامل وجود بندہ کہلاتا ہے گردنیا میں تو خانہ دنیا مقطع خانہ ہے زندگی اپنی کسے دن گنتا رہو عاشق جاننازل جائے اگر	مغفرت کا ہے اگر امید دار کام میں مت سست ہوا دنیا بکار بندہ بن اور بندگی کو اختیار پر نہیں ہے اسکی بنیاد استوار بلکہ ہر دم مرگ کا رکھ انتظار اگر دے اپنی جان دل سیرنار
مطلع	
عاجزی کر عاجزی ای خاکسار گلشن دنیا کا بن کر عندلیب گاہ ذوق و شوق میں ہونہار پائے کوئی خار بھی اس میں اگر غم نہ کھا دنیا کا ہرگز غم نہ کھا کیون نہ بخشے گا تجھے رزاق رزق برکنار اس سے رہو ای مرد حق کر کے عاجز نار ڈالے مرگ نے	کیونکہ ہے یہ عجز تر استخار سیر کر در ہر خزان و ہر بہار گاہ گل کی یاد میں روزارزار رکھ نہ کچھ بھی اپنے ولین اسے دل کو رکھ اس میں بحال و برقرار کیون نہ پالے گا تجھے پروردگار ہے یہ دنیا بجز ناپسند اکنار جیکہ زوال و رستم و اسفند بار
روایت	باوجود صفت و عجز و لاغری پھر سے اسے سرور تر کیا اعتبار
کیسے ہیں نفس نے اس طرح دانت تجھ تیز ملاو می خاک میں گردن بکڑ کے دشمن کو رہا ہی تھوڑا سادہ باقی دور منزل ہے	کر آسپہ تو بھی اسی طور اپنا خجرتیز کر ایسا حملہ کوئی آسپہ مرد بست کرتیز جل اپنی راہ میں مانند باد صحر تیز

فرشتہ نیکے پہنچ جاتا عرش پر انسان رہیگا سست اگر حق کی بندگی میں تو کہیں بھی کچھ نظر آتا نہیں زمانے میں کسی سے بول نہ کچھ دم بخود رہو لیکن ہو اپنے کون سے رتبے پہ آدمی مغرور تجھے بمنزل مقصود صاف لے پہنچے یہ کھینچ ادنیٰ سی بات تو نہ دم تلواری	گر اسکی خاک کو لگاتے شوق کے پرتیز نہوگا کس طرح پر تجھ پہ نفس کا فرتیز اندھیری چلتی ہو دنیا میں ایسی گھر گھر تیز خدا کو ذکر کا وقت آئے جب زبان کرتیز ہوا ہے بندہ کامل وجود کس پرتیز اگر ہو ساتھ تیرے کئی چار ہر تیز زبان کو اپنی نہ کر لے شکل خجرتیز
---	---

وہ چاند سب کو ہمیشہ دکھائی دیتا ہے
نظر نہیں ہے یہ افسوس تیری مسرورتیز

آنکھ مت حق کی عبادت سے چرنا روز روز تجھ کو وہ روزی رسانی تیا ہو کھانا روز روز انگٹے غیروں کے گھر ہرگز نہ جانا روز روز قصر عالم کا نیا نقشہ جانا روز روز منزل فانی کو اپنا گھر بنامست بیٹھنا روز روز اپنے گناہوں کا سمجھ لینا حساب روز روز اس خالق الکریم کی کرنا بندگی تازہ تازہ رنگ دکھانا ہو روز روز نہ ناک ہو چکیا ختم جسد مایہ مسافر یہ سفر ست بھڑکنے دنیا آگ اپنی ہو اور ص کی	بندگی میں تازہ مت لانا بہانہ روز روز تیرا سوچنا تیا ہو تجھ کو آب و دانہ روز روز روز روز اپنا مانا اور کھانا روز روز روز روز اسکو بنانا اور کرنا روز روز بھونڈ لینا اپنے رہنے کا ٹھکانا روز روز آپہ روز روز روز روز آفسو بہانا روز روز سجدہ و تسلیم میں گردن جھکانا روز روز حالتیں اپنی بدلتا ہو زمانہ روز روز پھر بیان ہوگا ترا کب آنا جانا روز روز اسکو تم آب زندامت کے بھکانا روز روز
---	--

دوستوں کا ایک دن کر لینا پورا امتحان
ایسے دبازوں کا دم مسرور نہ کھانا روز روز

<p>وقت مشکل سب کی لیتا ہر خبر بندہ نواز ہر وہی مالک خداے بجز و بر بندہ نواز اپنا بندہ بسکو خود لیتا ہے کرنبدہ نواز خوش نہیں ہوتا کسی بندہ سے غیر از بندگی درے کو سورج بناوے خاک کو سونا کرے کوئی دشمن دشمنی دنیا میں کر سکتا نہیں بکیسی میں بندہ بکیس کا بنجا ہے کس زور کمزور دن کو کرتا ہے عطا پروردگار پالتا ہے اپنے بندوں کو وہ رب العالمین مہربان اسپر میں سب جیسر خدا ہر مہربان</p>	<p>پالتا بندوں کو ہر شام و سحر بندہ نواز یاوشا فرما زو اسے خشک تر بندہ نواز پھیرتا اسکو نہیں پھر و رہد بندہ نواز چاہتا ہے بندگی کو اس قدر بندہ نواز مہربانی سے کرے جیسر لفظ بندہ نواز ہو وے بندہ کی حمایت پر اگر بندہ نواز منع ہے پر کو لگا دیتا ہے پر بندہ نواز بخشتا ہے بندہ بے زر کو زربندہ نواز رحم کرتا ہر وہی ہر ایک پر بندہ نواز ہیں وہ ہر بندہ بھی اسکے ہی جہر بندہ نواز</p>
---	---

بندہ سب در زبان کر لیں ترے اشعار کو
مسروران میں اگر بخشے اثر بندہ نواز

<p>فی الحقیقت وہ خداے کار ساز صدق و اخلاص و نیاز و عجز سے با ادب ہو کر حجاب حق میں بھول در گذر عزت سے اپنی لے عزیز مل اسی کو جسکو ملنا چاہیے چھوڑ سب آلودگی اور سینہ صاف ہاتھ کر کوتاہ مال و جاہ سے فاش مت کر راز داروں کے بغیر برزبان لاتا نہیں خبر یا و حق</p>	<p>مانتا بندوں کے ہے ناز و نیاز پڑھتا نازاے بندہ حق پڑھتا کون تیرے اسجگہ سنا ہے مانا رکھتا نکاح عجز سراسر فرات آنکھیں بندے جیسے وہاں حتراز جان و دل کو پاک رکھتا پاکیاں چھوڑ کر صراط و امید و راز وقت حاجت ہے ضرورت کا کار مرد عاشق صاحب سوز و گداز</p>
--	---

عشق و زون کو بنا دیتا ہے خوا
عشق سے دنیا میں شہرت پاگئے
دوڑ بہر مطلب بر آری کے لیے
جب شکار آئے کوئی اچھا نظر

عشق کر دیتا ہے کنجشکون کو باز
خسر و شیرین و محمود و ایاز
حما کر مثل سوار کیے تار
پنجہ کھول اور مار چکل تنکے باز

رولیت

کیون یہ ہے ناوان تعلق میں اسیر
کیون ہے ~~سور~~ وریاے بند حرص و آرز

س

جیتے جی کرتا ہے کب دنیا سے دنیا واپس
زندگی میں جھگڑی جانا ہو بڑھاتا آدمی
سخت مہلک ہے یہ بیماری ہو آدھ حص کی
ہو خدا ہی وار و دور و دل و زمانہ گان
وقت مشکل ہے وہی ہر ایک کا مشکل کشا
پر وہ پوش خلق ہے وہ ایک ستار العیوب
جاتے جاتے عمر جانیگی گذرا اپنی تمام
تجھ سے دنیا کی عمارت ختم ہو نیکی نہیں
کھا چکا دنیا کو تو اور تجھ کو دنیا کھا چکی
سیر اس گلزار کی کرے کہ بعد از چند روز

اپنے منہ سے گرجہ وہ کتا ہے سو سو بار بس
دم نکل جاتا ہو جب ہوتی ہیں سبت نگار بس
جانستان آزار ہو دنیا میں یہ آزار بس
ہو خدا ہی دستگیر زندگان زار بس
اور غم و رنج و الم میں ہے وہی غمخوار بس
واقعہ اسرار دل ہو لیک نہ ولد ار بس
آتے آتے دم یہ ہو جائیگا آخر کار بس
چھوڑ دو اسکو بیان بس کردی اہم ہمار بس
اب تو کر اس سے خدا کے واسطے اہم ہمار بس
ختم ہو جائیگا گل اور موسم گلزار بس

اس تجارت گاہ میں کچھ کر لے مسرور بسین دین
ہونے والا ہے یہ سودا ختم اور بازار بس

خدا کی ذات کو ہر ایک دم سمجھنا پاس
کبھی کہیں نہیں جاتا ہو گھر سے گھر و آلا
ہو سخن اقرب ارشاد ذات ربانی

نہ جانا دور کہ ہے دایر باہشتا پاس
قیام رکھتا ہو نیدی کے اسکا مولا پاس
خدا ہو نیدی کے پاس از خدا کو نبد ا پاس

<p>ہمیشہ دیتا ہے رزوی گناہ گاروں کو عزیز و دھونڈتے کیوں در و در پھرتے ہو خدا کا نام فقط رکھ لے پاس دنیا میں جہان سے جائیگا جسوقت ساتھ کیا لیا اگر تو لوگوں کی خاطر عزیز رکھے گا دوا کی در و دل زار غیر سے مت مانگ دم اخیر سمجھ لو ہر ایک دم اپنا</p>	<p>خدا کو بند و ناجیز کا ہے اتنا پاس ہمیشہ جیکر پا کرتا ہے وہ مولا پاس اٹھا دی باقی جو ہر مال زرخیز اناس جب یا پہلے تھا اسوقت کہتا تھا کیا پاس تیرا کر گیا نہ کیونکر زمانہ سپاس کہ تیرے رہتا ہے وہ چارہ گر مسماں ہو اسکے جانی من باقی کوئی گھڑی تماش</p>
--	--

سفر ہے طول رہ آخرت کا اے سرور
بہت سا خرچ تم اس راستے میں رکھنا پاس

<p>لاؤ جو خیس اچھی اس بازار میں پائی خیس سود سود اگر کو دیتا ہو وہی سود اسی خیس ہو مناسب ایسے سود اگر کو یہ سود اگر ی سائلوں کی ہر طرح سے ذخیر مرد غنی ہر محبت اپنی اپنی نوع سے ہر نوع کو مال و زر و دیگر چھڑا دینا سے اپنی آپ کو لو سوچ گھڑ تک سلامت ہر لون مال کو سود اگر اچھا کہ اس سے سمجھو سود اچھا کردی سائل کے حوالی بقدر ہر خیس و مال پورا سود اگر ہو اور نامی وہی دو کا نثار</p>	<p>نقد وہ حاصل کرے ساتھ اپنی حوالی خیس رو برو جس خیس کے ہر جس کی شرمائی خیس جو بازار محبت پیش قیمت لاؤ خیس وقت پر نقد کچھ حاصل نہ ہو دلو اے خیس چاہتے ہیں اپنی اچھی خیس کو اپنا اے خیس جان بچ جائے اگر ہرگز نہ کر پروا خیس راستے ہی میں مبادا اپنی توٹو سودا خیس خیس لا اچھی کہ تمھیں فائدہ پہونچا خیس ما بخیس عند الضرورت تمھیں فائدہ ملجا خیس ہر طرح کی چو کہ اس بازار میں بھلائی خیس</p>
--	--

سرور نادار کیا اپنی کرے حالت بیان
کھو لکر نقد اپنا یہ دکھلائے یا دکھلائے خیس

<p>دور ہی ہو نو گم اس گلشن کی باس حق تری ہر عرض کرتا ہے قبول مستحقون کو اٹھا دے اپنا مال کھول وہ کیسہ جو ہر باندھے ہوئے غم نہ کھا ای مرد دانا غم نہ کھا شکستیں کر دیا حل مشکل کش چھوڑ ہی جائیگا آخر جستنا گنج ہو گیا فرسہ اگر تو کیا ہوا پاک کر دکھو ہوا و حرص سے بند و بن مت ڈر کسی بدخواہ سے کون اس وارفتا کو چھوڑتا ذات حق ہے مالک ملک جہاں مرد طماع و حرصیں دگر سنہ</p>	<p>پر لگامت ہاتھ مت جاگل کے پاس مانتا ہے وہ تری ہر التماس حق شناسی کر سدا ای حق شناس پاس مت رکھ اسکو جو رکھتا ہر پاس کام سب تیرے خدا اگر دیکھار اس بن کے صابر صبر کر مت ہوا و داس کر لیا ہے جمع تو نے اپنے پاس خاک کھا جائیگی آخر تیرا پاس جسم کو دھوا اور بدل اگلا لباس عاجزی کر اور نہ رکھ دل میں ہر اس گھر اگر ہوتا یہ مستحکم اساس رازق وحش و طیور و جن و تناس رات دن گردش میں ہو مثل خراس</p>
---	---

<p>سرد را تو بندہ حق ہے اگر سر چھٹا اور کراد حق کھس پاس</p>	<p>رویت</p>
<p>روز و شب ر انتظام کار خود ہشیار باش در عبادت روز بے آرام و شب بیدار باش باش گل در سبستان جہان یا غار باش صورت آئینہ بمصورت قبل یار باش</p>	<p>کار کن سرگرم ہر شام و سحر در کار باش در محبت و ایما دل زندہ باش ای زندہ دل زرم مثل موم شو یا سنگدل مانند سنگ سینہ کن صاف از ہمد گرد و غبار ماسوا</p>
<p>مطلع</p>	
<p>عاشق رو بے میسمائی اگر ببار باش گر تو ہستی طالب گل عند لب ببار باش</p>	

دیر و صورت بہ بند و چشم منے باز کن کن بوجہ تاعتراف از دوتی انکار کن تشنہ شو تا جرعه از آب حیوانت دہند سر پیچ از بارگاہ حضرت باری تعال باش نالان شکل بلبل در فراق روی گل	پردہ ہا بردار و محو جلوہ دیدار باش باند کن دستی و از خودی بزار باش دل بد بختش و در اہل دلمان دلدار باش روز تاشب باورش موند چون یوار باش نغمہ زن رسوز دل مانند موسیقار باش
---	---

باش ملوک جہان ای بندہ تا مالک شوی سر نہ مسرور و رخاک بندگی مسرور باش	
---	--

خدا کی رکھتا ہی جو بندہ خدا خواہش مرادین چاہنے والوں کو چاہ دیتی ہی زمانہ سارا ہی دیوانہ اپنے مطلب کا خدا کو حب تیری خواہش ہمیشہ رہتی ہے خدا ہی چاہی تو بندہ کی پوری خواہشیں پور خدا ہی بندہ کو ساری مرادین دیتا ہی آخر دنیا سے چلے گا چاہنے والا خدا کے چاہنے والے کسی کی رکھتے ہیں ہر ایک شخص کے دل میں جہان فانی میں رہے گا سب کا زمانے میں کہ تو خواہشمند	خدا بغیر کسی کی ہے اُسکو کیا خواہش ہر سب کے مطلب و مقصد کا مدعا خواہش نہ یا رکھتا ہے تیری نہ آشنا خواہش تو اُسکی کیون نہیں رکھتا ہی دُعا خواہش کہ ایک بندہ ہی یہ اور نہ ہزار ہا خواہش وہ پوری کرتا ہی اُنکی ذرا ذرا خواہش یہاں ہی اپنی ہر اک چھوڑ جائیگا خواہش نہ ابتدا میں ضرورت نہ انتہا خواہش جدا جدا ہے تمنا جدا جدا خواہش تیری بھی دنیا میں ہر ایک کیسے خواہش
--	---

خدا سے مانگو جو تم مانگتے ہو اسے مسرور کسی کی رکھ نہ بجز ذات کبریا خواہش	
---	--

سر جھکا مسرور کہ حق تجھ کو کرمی مہتا عرش خاکساران الہی نے وہ پایا ہی عروج	لامکان بن جا کہ حق بخشنے مکان بالا عرش سرنگین خیکے کمال عرب سے ہو جا عرش
--	---

بندگان حق اگر دلچسپ نگاہ تیز سے آسمان پر خاکساران زمین کرتی ہیں سر عاجزی اس خاک کی منظور حق کے حضور کھول دست عجز حق کے سامنے وقت دعا سرزمین پر ہے غنیمت جبکہ فرش پوریا دیدہ دل جس کے روشن ہیں نبور ایزدی باز ب جذب محبت گر کشش پیدا کرے خاک پر سر رکھ کہ جھک جائے فلک تیری طرف	لرزمین فوراً آسمان کا پوزمین تھرای عرش خاکبوسان محبت چومتی ہیں پاے عرش ہو مناسب اسکے پایہ سے اگر شرما عرش تا کہ کھل جائیں اجابت کو لیے درما عرش فی الحقیقت دلچسپ رہتے نہیں پروا سے عرش کیا عجب ہے گرز زمین پر بھگد کھلائے عرش فرش سے بھگد اٹھالیا لے وہ بالا عرش رو خدا کے خوف سے بھگد گھر برسا عرش
---	--

افتخار دین ہے سرور عالم کی ذات
انکی پاؤسی سے سرور کیون عرت پاؤ عرش

حق وہی ستا ہے بندہ حق نوش عمر کہ مت کھانے پینے میں گزار گھر بنا کر اس سہرا لے دہر میں اس قدر سر کیون اٹھاتا ہر حباب رکھ کیسی بھی بدی پرست نظر قطرہ ناچیز دریا کی طرح کام بہوشوں کے کیون کرتا ہے تو کاٹ لیتے ہیں زمانہ رنج کا زہر کا آن کو اگر طبا لے جام مان فرمان الہی جس طرح	کھل چکے جسکے کلام حق سو گوش مت کنوایہ دن لفکر ناؤ دوست کس لیے رہتا ہے یہ خانہ بدوش خالی ہڈیا اتنا کیون کھاتی ہر خوش دیکھ مت بندوں کے عیب پر وہ پوش لون گے برتے یہ کرتا ہے خروش حق نے جب بکشا ہی تجھ کو عقل و ہوش اہل تسلیم و رضا ہو کر خموش مثل شربت اسکو کر لیتے ہیں نوش مانتا ہے بندہ حلقہ بگوش
---	--

دل میں کر ذکر خدا جس سے نمون

ص	سرور اداقت بان و خیم و گوش	رولیت
<p>فقط ہی راہ طریقت کار ہنہا اخلاص کہ قصر عالم ہستی کی ہے بنا اخلاص خدا اسی کو ملا جس کو مل گیا اخلاص ہر ایک کار کر اے مرد کار با اخلاص سرے دہرین کے ایک صدق با اخلاص ہو صدق و راستی اکسیر و کسما اخلاص</p>		<p>ہو دین و مذہب و ملت کا مقتدا اخلاص نہ تھایہ عالم ایجاد جب نہ تھا اخلاص بنا خدائی کا محبوب مرد با اخلاص ہر ایک بات میں ملحوظ دوستی کرے قیام جس سے محبت کو ہے قیامت تک حصول دولت و اقبال و مال کے خاطر</p>
	مطلع	
<p>تمام دنیا سے گر بڑھ سکے بڑھا اخلاص کہ رکھیں تجھ سے بھی سب یار و آشنا اخلاص گھٹا دی بعض عداوت کو اور بڑھا اخلاص کہ ہے ذریعہ مہبود و سر اخلاص محبت ایک ہے رکن اسکا دوسرا اخلاص</p>		<p>خدا کے بندوں سے کر بندہ خدا اخلاص رکھ ایسا اہل محبت سے تو سدا اخلاص اگر ہے قید تفکر سے غلطی منظور بکا رتھ کو ہے اخلاص دین و دنیا میں بنائے خانہ الفت ہے جس سے مستحکم</p>
	<p>کرے ہزار عبادت تو کیا ہے اے سرور کہ ذات باری کو منظور ہے ترا اخلاص</p>	
<p>جسکے گھر جاتا ہو اسکو دھکے دلو اتی ہو حرص اندھا بن جاتا ہو جسبدم شکل کھلاتی ہو حرص جسکے پیڑ پر وہ ہو کر رو بر آتی ہو حرص وان ہی بڑ عزت بنا کر اسکو لیجاتی ہو حرص گالیان ہر دوست اور دشمن کھلاتی ہو حرص صاحب عزت کو ذلت کیسی پہونچاتی ہو حرص</p>		<p>در بدر اس آدمی کو بھگدنگو اتی ہے حرص حرص سے آنکھ اپنی بندہ کیسی کر لیتا ہے بند پر دوڑ جاتا ہو از خود اسکی عقل و ہوش پر جسکے جانا نہیں ہوتا کبھی اسکو پسند بھوڑتی باقی نہیں کچھ آبر و مطلع کی حرص سے بدنام ہو جاتا ہو ہر اک نیک نام</p>

<p>طیبت انسان میں عیب درم سے کیا سختی حوص کب مرقی ہو جب تک مرنے جائے آدمی آنکھیں اونچی اپنی کر سکتا نہیں مرد و عریں آدمی کو ایک دم لینے نہیں دیتی ہر دم</p>	<p>آدمی کی ذات میں کیا سختی برداتی ہو حوص بل در دنیا سب تک اسکی کب جاتی ہو حوص انجو ہنچن میں اسکو کسی شرماتی ہو حوص اگر کو حیران شریق سے تا غروب وڑاتی ہو حوص</p>
--	--

<p>کچھ نہیں ہوتا نصیب کے بحسب خار الم جسکو سسر و رانیا رنگین باغ دکھلاتی ہو حوص</p>	
--	--

<p>خدا کے رستے میں رہی رہا تو ایسا شخص اسیر دام تعلق ہو جو دنیا میں تمام لوگوں کو اچھا وہی سمجھتا ہے بغیر ذات اتنی غریب بندوں کو رہائی پانی ہو جس نے اجل کے پنجے سے نہ نہیں ہے خدا کی خدائی کی جس کو اٹھائے بار عبادت جو اپنی گردن پر غرض سے خالی کسی سے جو دوستی رکھے کرے جو دوستی سب سے وہی ہو پورا دوست ملے بنا لم ایسا ہو کہ کیا لوگ</p>	<p>جو ہو دے مرد موصد کوئی یگانہ شخص وہی ہو سارے زمانہ میں ایک نا شخص جو اچھے شخص نہیں ہوتا ہے آپ اچھا شخص نہ دینے والا کوئی ہے نہ لینے والا شخص ہو نہ ایک بھی ایسا جان میں پیدا شخص ہو خالی عقل سے وہ بے شعور کیا شخص ہزاروں بندوں پر بیماری ہو دیکھا شخص نہ ایسا پہلے سنا ہے نہ کوئی دیکھا شخص جو پیار رکھے زمانہ سے ہو وہ پیارا شخص دکھائے صالح اکبر نے ہو کیا کیا شخص</p>
---	---

<p>رہیت</p>	<p>وہ دم بھی آئیگا سرور فقط کسی دم میں کہیں گے لوگ کہ اب مر گیا فلانا شخص</p>	<p>ض</p>
-------------	--	----------

<p>خود غرض خود مطلوب سے کچھ بھیست رکھنا غرض بے غرض رکھ نیک بد دوستی اور دوستدار نیچے بگیا نے زمانہ کے غرض کے بارہن</p>	<p>رہنا ان اہل غرض سے بے تعلق لا غرض چھوڑا رہا اب غرض سے ہو کر بے پروا غرض رشتہ داروں میں فقط ہی مستعد رشتہ غرض</p>
--	---

لیکے کیا آئیگا اے نادان بجز شرمندگی	جائیگا لیکر حبان کچھ اپنا مطلب یا غرض
مطلع	
کیسی مچھیسون میں کرتی ہر تھجے رسوا غرض آجکل کے دوست منہ پر گرجہ کھلاتی ہیں دوست ماجنیں محتاج بندون کو نہ کر دیتیں اگر مارو مارو ساری پھرتے ہیں غرض کے واسطے آدمی جتنے ہیں یا بند غرض ہیں سرسبز غیر کے در پر غرض لیکر نہیں جاتا کبھی	بندہ بندون کا بنا دیتی ہر تھجکو کیا غرض غور سے دیکھو تو ہوگی کوئی در پردہ غرض پھر کوئی بندہ کسی بندے سے کب کھتا غرض ہو ذریعہ آج کل دنیا میں ملنے کا غرض ہے غرض دنیا و دنیا دار سر تا پا غرض جنگلی گھر سے پوری کر دیتا ہر خود مولیٰ غرض
بتلاے رنج و غم سرور ہیں دنیا میں ہم کیا غرض ہے کیا غرض ہے کیا غرض ہے کیا غرض	
بندہ کی آپ سنا ہے حق بار بار غرض سن لینگے تیرے حال کی فریاد و الجلال پھلا کے ہاتھ مانگ عاتق سے صبح و شام سائل کے گرجہ حال سے واقف ہو کر دگا درگاہ لا ابالی میں زاری قبول ہے تو بھی ہر ایک بندہ کی کراہی قبول عفو گناہ کے لیے حق کی جناب میں سائل ہو بندہ نیکی بدرگاہ ایزدی پرشس کے وقت دیکھے خالق کے روبرو دیتا نہیں ہے کوئی مدد تھجکو وقت پر	سائل کرے گرا ایک گھڑی میں ہزار غرض مانینگے تیری حضرت پروردگار غرض کرے زبان عجز سے لیل و نہار غرض ہے بندہ غریب کو لیکن بکار غرض آنسو بہاؤ روکے کر دزارزار غرض جس طرح تیری مانتا ہے کردگار غرض منت بہت سی پا ہے اور شمار غرض کر سر جھکا کر عجز سے ای جان نثار غرض کیا کچھ کر لگا بندہ بے اختیار غرض سنا نہیں ہے کوئی ترادوست دار غرض
مالک ترا ہے چاہے کرے تیرے باب میں	

مت کر زبان سے سرور خدمت گزار عرض

<p>ہو مقید بندگی کا رنج بندہ بعض بعض راہ حق پر سیکڑوں دوزخ گئے انسان ہین بہت محتاج اس دنیا میں کم حاجت کوئی کوئی ہزاروں خدا اپنے کا دوست سبکی دانگیر ہین دنیا سے دون کی تہمین</p>	<p>رہ گیا انسان ہر بات اپنی کا پورا بعض بعض منزل مقصود پران سب پہنچا بعض بعض لینے والے سیکڑوں دوزخ والا بعض بعض سیکڑوں کے ہر جناب حق کا پیار بعض بعض حرص سے خالی یہاں کا تو ہو گا بعض بعض</p>
---	---

مطلع

<p>ہنے مرد باخبر یا پاتا یا بعض بعض حرف کیا خوشخط ہو اس کا تہ لکھا بعض بعض بے موجد کے عزیز و کھل نہیں سکتا کبھی عقل کھا جاتی ہو چکر سبکی حالت دیکھ کر ساری دنیا کو اگر دھوئو کے تم لیکر پراخ</p>	<p>بندہ اہل نظر دیکھا تو دیکھا بعض بعض کیا صفا نقاش نے کیجی ہو نقشا بعض بعض اس قدر توحید کا شکل نہیں نکلتا بعض بعض انقلاب الیاد کھا دیتی ہو دنیا بعض بعض صاف سینہ مرد درویش دل لگتا بعض بعض</p>
--	---

روایت

پوری یا مشکل مشکل شافی کیجئے
 کھول دو باقی جو ہے سرور کا عقد بعض بعض

طا

<p>بندگی کا بندگان حق سے ہوا ہمار شرط حکم سے گردن کشتی کرنا نہیں بندگی کا کام دونوں تنگی اور فراخی لازم و ملزوم ہین سعی لازم عین موقع پر ہو مرد کار کو مانا دل کی رضا سے شرط ہے حکم قضا سکو دکھلاتا ہو، مطلب بے لالہ چاہا باندھ کر شرط و فاقہ سے یہاں یا تھا تو</p>	<p>ہے زبان سے کلمہ توحید کا اقرار شرط بندگی میں سر جھکانا ہی فقط ای بار شرط ساتھ ہر گل کے بہستان جہان ہر خار شرط آدمی کو کام کرنا ہے بوقت کار شرط مذہب تسلیم میں اس پر نہیں انکار شرط ہو طلب اس میں مگر ای طالب دیدار شرط اب تو مت کر بیٹھ ترک دوستی مت ہا شرط</p>
---	--

ہو کے تائب ہر گھڑی کرتا ہوں پھر تازہ گناہ	تو دیتا ہوں تو اپنے قول کی ہر بار شرط
مانی جانے یا نہ مانی جانے تیری التجا	ہو مگر منہ سے ترسے دقت دعا مگر شرط
مانتا ہے غدر حق ہر بار جو کرتا ہے تو	گرچہ توڑے باندھا تو اس سے سو سو بار شرط

ختم ہم کر لینگے انشاء اللہ محمد انبوی
زندگی اپنی مگر سرور ہے دن دو چار شرط

منزل دنیا نہیں جائے نشاط بند و خاکی کی بیچ پوچھو اگر برزبان مست لا کوئی سہوہ بات بندگان حق سے رکھ احق کو دوست اچھے لوگوں سے بڑھانا چاہیے رکھ بوقت رنج امید خوشی ہر جہان میں چاروں کے واسطے رو نہیں ہوتا ہے حکم کر دگا گرم یہ محفل رہی کب تک وہ نہیں مرنے جوتانی چھوڑ جائے	کیون بھجاتا ہے بساط افسانہ کتنی حیثیت ہے اور کتنی بساط ہر گھڑی ہر بات میں رکھ حسیا دوستی سجد نہایت اخلاط اتحاد و اختلاط و ارتباط یاد کر غم کو بوقت افسانہ محفل عیش و خوشی نرم نشاط تانا جانے اونٹ فی سم الحیات کب تک بھتیا رہیگا یہ سماط سر زمین پر مسجد و چاہ و رباط
--	--

گذرے دن سرور ضعیفی آگئی
طبع سے کر دور عیش و افسانہ

آشنا مطلب کا ہے ہر اپنا بیگانہ فقط ہر جگہ ہے پر تو افکن نور وحدت کا چراغ اس مسافر کو سرائے دہر میں رہنا نہیں دام دنیا میں فقط یہ مرغ زیرک ہے اسیر	ہر غرض کے واسطے یاروں کا یار نہ فقط ہر رسی ہر ساری دنیا ہسلی پر دانہ فقط ایک بار اسکا بیان آتا ہے اور جانا فقط ہے ہر بخیر تعلیق بند یہ دانا فقط
--	--

کام میں اپنے سدا ہشیار یہ سرست ہے طالب حق کو فقط حق سے تعلق ہے مدام گل نہیں آتے نظر ہر وقت اس گلزار میں اور کیا حاصل ہے اس دنیا سے دنیا دار کو دوستان حق کی ہے مروان حق سر دوستی فی الحقیقت سب کا حاکم ہے خدا اگر حکم سے	اپنے مطلب کا ہے دیوانہ یہ دیوانہ فقط اپنے بیگانہ سے رہتا ہے وہ بیگانہ فقط چار دن آباد رہتا ہے یہ دیوانہ فقط ہر نصیب اس بندہ غمگین کے غم کھانا فقط بندے رکھتے ہیں خدا سے اپنا پارانہ فقط جان و دل سے جسے فرمان خدا مانا فقط
---	---

کوئی سمجھے یا نہ سمجھے نکتہ توحید کو
کام ہے سرور کا بے سمجھ کو سمجھانا فقط

کمال آنکو جو ہیں موجود اغلاط نشان پایا نہ وحدت کا کسی نے کرے جو وقت پر حق کی عبادت وہ اچھے بند و نہیں اچھا ہے بندہ ترا دامن ہے سارا پارہ پارہ نہ ٹل پیچ بولنے سے سچے بندے گنہ سب بخشو اپنے خدا سے پشیمان ہو پشیمان ہو پشیمان نہ دے ہرگز طبیعت کو بگڑنے	ترے اعمال نامہ میں بافراط گئے سب ہونڈھتے سقراط بقراط ادا کرتا رہے قرصہ کی اقساط جو انمردون میں ہے وہ مرد محتاط بھلا کب اُسکو سی سکتا ہے خیاط اگر مارا بھی جائے مثل سقراط کیسے ہیں جو بیان تو نے بافراط کہ ہے توبہ سے ممکن آنکا اسقاط برابر رکھ ہمیشہ اپنی اخلاط
--	---

سنو اس گل کو سرور مثل گلگون
کر اس لکڑی کو سیدھا مثل خراط

ہو سکے کیونکر خدا کے علم پر بندہ محیط وایری سے اسکے باہر رکھ نہیں سکتا قدم	کنہ ذات حق یہ ہو کیونکر قیاس اسکا محیط اسقدر ہے مرد دنیا دار پر دنیا محیط
---	--

ایک دم میں قطرہ ناچیز بن جاتا محیط بادشہ ہو یا گدا یا ایک قطرہ یا محیط ہو گا طے کس طور پر یہ ہے انتہا دریا محیط کیسا عقلت کا تری آنکھوں نے ہی پروا محیط موج زن ہے جا بجا فضل الہی کا محیط گہرا اور چوڑا ہے اس توحید کا کتنا محیط قطرہ اک پانی کا یہ بندہ ہی اور مولا محیط کیا عجب قطرے سے گر خالق کریم سدا محیط	ابر فیض حق برسا جاتا اگر اس خاک پر ایک موحد ذرہ ناچیز بن یا آفتاب تیری کشتی کا خدا خود ناخدا تک نہ ہو رہت چپ چپ پیش و پس کچھ دیکھ سکتا ہی نہیں بجز فضل انبوی رہتا ہے جاری ہر گھڑی سیکڑوں خواص جس سے ڈوب کر کالے نہیں آدمی اک دھوپ کا جلوہ ہی اور حق آفتاب دور کیا کر ایک سے لاکھوں بنا لے کر دگا
--	---

قائم وحدت کا ایسا سرور کنارہ دور ہے
تیر کر طے کون کر سکتا ہے یہ سارا محیط

کیونکہ ہے ہر کار میں انسان کو درکار احتیاط باغ میں جائے تو کر اندر گل و خار احتیاط کھانے پینے میں اگر رکھیگا بیمار احتیاط اسمین کہ ای مرد و راندیش بسیار احتیاط اسمین کہیں رکھتی نہیں ہے بلبل زار احتیاط چاہیے اسمین کرے انسان بیکار احتیاط ہر گھڑی ہر مرتبہ ہر وقت ہر بار احتیاط جسمین ہے ہر دم تجھے درکار ای بار احتیاط	مرد باتدبیر کرتا ہے ہر کار احتیاط ٹیک و بدکار کہ بوقت سیر بازار احتیاط اچھا ہو جائیگا بیماری سے آخر ایک دن اپنے نزدیک نے مت دے آدمی کم طرف کو موسم گل میں بھلا دیتی ہے کیوں وقت خزان مستعد ہو کام کے کرنے یہ جتنی مرتبہ دیکھنا رکھنا خدا کی بندگی کے کام میں کام کیوں کرتا ہو وہ بے احتیاطی سے خراب
--	--

رولیت	مسئلہ وحدت کا جب کرنے لگے سرور بیان ہی وہاں ہر بات میں تجھ کو سزاوار احتیاط	طا
پہلے دن جو خاتمہ قدرت نے لکھا لفظ لفظ	ہو گیا اب صفحہ عالم پر ہو میرا لفظ لفظ	

پورے وحدت کو معانی کوئی پاسکتا نہیں
 کیسا مضمون ہے مسلسل نسخہ ایجاد کا
 کھٹ قدرت کی جیسی تحریر کوئی بھی نہیں
 چشم عبرت سے مطالعہ کر کتاب کائنات
 ثابت اپنے ولیمین کر بعد از نفی اثبات
 کھولی جائیگی خدا کے روبرو تیری کتاب
 سب تیری تقریر لکھتے ہیں کرام کا تبین
 غور کی آنکھوں سے ہر دم اپنی حالت آپ کی
 کیا عجب حمد ایزدی دیوان پر صلی علی

فہن میں کیسے یہ آسکتا ہے پورا لفظ لفظ
 دفتر عالم کا ہے پچیدہ کیسا لفظ لفظ
 حرف حرف اسکا عیان ہے آشکارا لفظ لفظ
 تاکہ آجائے سمجھ میں تیری اسکا لفظ لفظ
 یاد کر لے بر زبان وحدت کا کلمہ لفظ
 سارا پڑھ دیکھے ترا اعمال نامہ لفظ لفظ
 جو نکلتا ہے زبان سے پورا پورا لفظ لفظ
 کر مطالعہ نامہ اعمال سارا لفظ لفظ
 ہر محبت خیز و درو انگیز جسکا لفظ لفظ

خاتمہ بالخیر کی سرور کے حق میں کی دعا
 ابتدا سے انتہا تک جسے دیکھا لفظ لفظ

فقط ہو اپنی خلقت کا وہ خلاق جہان ^{فقط} حاکم
 پہلے پھولے نہ کیونکر بوستان عالم دنیا
 ترا بیشک خزانہ سچ رہے چورون کے چلے سے
 تصرف مالکانہ اس میں کر گرا اسکا مالک ہے
 گذر جائیگے دن تھوڑی سے جسدن پھر خدا بجا
 سخی نہ کر خدا کے نام پر دی ڈال مال اپنا
 رہیگا خود خدا ترا محافظ اس نے ملے میں
 ہمیشہ یاد رکھ ذکر الہی ظاہر و باطن
 جو محافظ ہیں نگہبانی کیا کر تو ہیں قرآن کی
 گئیں اڑ کر کمان و بلیں سببان عالم سے

بہر جا و مکان ہر وہ شہ کون و مکان ^{حافظ} حافظ
 کہ اپنے باغ کا رہتا ہر خود وہ باغبان ^{فقط} حافظ
 اگر گنجینہ دلبر رہے تیری زبان ^{حافظ} حافظ
 تو بن مٹھیا ہو کیوں اس مال زر کا میر ^{حافظ} حافظ
 کمان ہو گا گنجینہ کمان مالک کمان ^{حافظ} حافظ
 نہ کر اسکی حفاظت کو مقرر پاسبان ^{حافظ} حافظ
 اگر تو اس کے بند وں کا رہیگا ہر زمان ^{حافظ} حافظ
 بنو کر حق نیالے اپنا وں واکر زبان ^{حافظ} حافظ
 خزانہ معرفت کا ولیمین رکھتے ہیں نہان ^{حافظ} حافظ
 کمان سعدی کمان مامی کمان سب کمان ^{حافظ} حافظ

<p>کسی کے ذکر سے ہرگز نہ رکھ کچھ واسطہ نہ ہو ہر مرد صاحب دم کا ہر ایک دم محفوظ نہیں ہے ایک ہی حالت میں حالت انسان اجل کے نیچے سے دارِ بچار نہ سکندر ہزاروں بندے گنگا را ایک و مقبول خدا کی زیر حفاظت ہے دفترِ افلاک نہوگا دنیا میں جب تک کہ خود خدا حافظ کب اپنے ظلم سے ظالم امان پاتا ہے یقین ہے دنیا کو چند روز سے جان بچا لیگا معاظا ایسا کوئی ساتھ لے بوقت سفر کراپے ہاتھ سے تقسیم اپنا گنجینہ</p>	<p>فقط رکھ حفظ نام اُس نے خالق کا میان حافظ بشاہراہ طرقت قدم قدم محفوظ خوشی ہے اُسکی نہ محفوظ اور نہ غم محفوظ اور اس بلا سے فریدوں ہا نہ ہم محفوظ بہت سے لوگ ہیں دارا در کم محفوظ خدا کے حکم سے ہے لوح اور قلم محفوظ ہوا و حرص ہے کیونکر رہینگے ہم محفوظ ستم سے رہتا ہے کب صاحب شتم محفوظ اگر اس بلا رہیگا تو بیش و کم محفوظ کہ رہنمون سے ہو تیری رہ عدم محفوظ نرکھ مکبئہ حرص و طمع و رم محفوظ</p>
--	--

<p>روایت غلام سرور ملک عرب یہ سرور ہے ہمیشہ جسکی حفاظت میں ہے عجم محفوظ</p>	<p>ع کہ روز ہاتھ نہیں ایسا آئیگا موقع بھلائی کر لے کہ ہر اندرون بھلا موقع نہ لینا دیکھنا اپنا کہیں گنوا موقع بڑے بھلے کا سمجھتا نہیں یہ کیا موقع ہر تیرے کام کا اچھا بنا ہوا موقع</p>
---	--

مطلع

<p>گذر یہ مفت اگر آج جائیگا موقع رہے نہ دام میں دنیا کی آدمی دم بھر</p>	<p>ٹیکہ کوئی نہ پھر ایسا دوسرا موقع اگر رہائی کا پائے یہ مستبلا موقع</p>
--	---

دو کام کر کہ قیامت کو تیرے کام آئے گلوں کو دیکھ لے کر سیر اس گلستان کی خدا نے نور بصیرت عطا کیا جسکو کمان سے نکلا ہوا تیرا چہرہ آئینا اٹھالے فائدہ اب جنس زندگانی کا جب ایک موقع تھا تار ہے تو رکھ امید تلاش کر لے تو اپنی بھلائی کی خاطر	گرا ب تھجھے کوئی لمبائے اچھا سا موقع کہ چار روز ہے اس کی بہار کا موقع ہو اسکی آنکھوں میں روشن ذرا ذرا موقع لیکا پھر نہ کبھی جب گذر گیا موقع کس نے دنیے کا ہے آج بے بہا موقع بنا ہی دیکھا خدا کوئی دوسرا موقع بھلا زمانہ بھلا وقت اور بھلا موقع
---	--

ضعیفی آنی جوانی گذر گئی — سرور
ہے کھیل کود کا اب کون وقت کیا موقع

وہ بخش روشنی اہل جان کو بکھر شمع کرا لیا نور محبت سے اپنا دل روشن زمانہ سارا ہو پروانہ تیری صورت کا صفا بہ ظاہر و باطن کرا اپنے سینے کو ابھی سے خانہ تار یک گور کر اچلا	کہ تیری روشنی سے جلوہ گر ہو گھر گھر شمع ہو جیسے خانہ تار یک میں منور شمع ہو روشن حسن عمل کی اگر تیرے گھر شمع کہ نور ذات کے روشن ہو باہر اندر شمع کہ تیرے جان سے اول جان ہو نور شمع
---	--

مطلع

اگر بچنے سے موتوں ایک دم بھر شمع تو سوتا رہتا ہے تا فجر شمع جاگتی ہے ہزاروں جل چکے پروانہ جسکے شعلوں کے جراغ جھنپے ہیں روشن اسی چراغ سے ہیں چراغ ہستی کا گل ہو گا ایک روز افسوس نظر نہ آئیگی صورت کسی چنگے کی	کیسا کون اُسے دنیا میں بار دیکر شمع بہاؤی غم کے ہو آنسو ہمیشہ تبھر شمع بچکی جلتے سے آنکے عوض میں کوئی بکھر شمع ہو دیتی جلوہ اسی شمع سے یہاں ہر شمع نظر کسی کو نہ آئیگی یہ منور شمع سحر کو جلتے سے رہ جائیگی جب آخر شمع
--	---

<p>تمام خلق کو حاصل ہو روشنی جس سے تو حسن خلق کی روشن کرایسی سرور شمع</p>	
<p>دوستوں میں باعث رنج و نزاع نفس سرکش کی جو گردن توڑ دے زینت دنیا ہے گر حیا جاہ و مال لیکن آخر کار اسکا چھوڑنا علم بحثا ہے اگر حق نے تجھے عقل سے اپنی نئی باتیں نکال سب مسلمان جسکو مانیں تو بھی مان پوری کہ جو بات سچ کہنے کو ہو موت گردن ہی دبا لیگی تری غیر تسلیم و رضا و عاجزی کہ کو آٹھ ٹھٹھیکے ساری یار دوست چاہتا ہرگز نہیں ہے ذوالجلال</p>	<p>ہو۔ ملک دولت و مال و متاع ہو وہی مرد بہادر اور شجاع دولت اقبال و فخر و ارتفاع سمت مشکل ہو گا ہنگام و داع دی ہو ہر راز نہان پر اطلاع کر عیان اچھے سے اچھا اختراع بات سن ہو حسب سب کا اجتماع کچھ نہ کر آسمین کمی و اختراع جب اچانک بخیر بے اطلاع کچھ نہ بن آئگی اسے مرد شجاع الوداع و الوداع و الوداع اپنے بندوں سے بغیر از اتباع</p>
<p>تو بھی سن سرور کلام و عطا و نند بنتے جس رخت کے ہیں صوفی سماع</p>	
<p>اپنی مولیٰ کی طرف رکھ ہر گھڑی اپنا رجوع تیری صورت بھی نہیں دیکھنے کے بعد از خیر و نہاک پر گرتا نہیں کسوا سٹے او خاکسار روز کرو و زبان انا الیہ راجعون سطح رکھتا حق سو دوستی ناحق کا دوست</p>	<p>تا کہ ہوتیری طرف بھی ساری خلقت کا رجوع آج کل خلی طرف ہے سرسبز تر رجوع کیون تو اپنی اہل کی جانب نہیں کرتا رجوع ہو بحق حق کی طرف جب ایک دن کرنا رجوع سو دین کیونکر کر لگا عاشق دنیا رجوع</p>

انخاص نسبت جزو کو اس کل سے جس حالت میں	کیونکہ کثرت کا وحدت کی طرف پورا رجوع
غیر سے رخ پھیرا و حق کی طرف اسی مرد حق	رات دن رکھ صورت قبلہ نما اپنا رجوع
فی الحقیقت ہر رجوع خلق بھی اسکی طرف	جسکا ہر دم حضرت حق کی طرف ہوگا رجوع

رات دن سرور کے کام میں معروف ہے

کار کار آمد جو ہیں اُن پر نہیں اصلاً رجوع

کسیلے اپنے گھر میں مال و متاع
جب ہر قسمت و ہر اضلاع
نیکے ایسا حریص اور طماع
لوگ اُسدُم کر نیکے تجھ کو وداع
نہ شجاعت رہیگی پھر نہ شجاع
ہو اُسی کی طرف تیرا رجاع
لاکھوں نہرن ہین سیکڑوں قطاع
دائون دیکر تمام مال و متاع
نہ عداوت کسی سے ہونہ نزاع
وہی سمجھیکا جو کہ ہو طماع
روئے صنعت کے جلوہ شناع

جمع کرتا ہے آدمی طماع
لکھا قسمت کا صاف ملتا ہے
پھر تا گھر گھر ہے کس لیے افسوس
موت آئیگی ناگہان جسم
زور ڈالیں گی جب کہ کم زوری
حق نے بھیجا ہے تجھ کو دنیا میں
اے مسافر خدا کے رستے میں
لوٹ لیتے ہیں رستہ چلتوں کا
چاہیے مرد طالب حق کو
سخت مشکل ہے نکتہ وحدت کا
آنکھیں رکھتا ہر جو کوئی دیکھے

غ

ہر حقیقت میں سرور و راموز
تیری حمد ایزدی کا ہر صراع

روایت

خشک مغزی جس کے مٹ جائے تری ہو تر و مانع
ناحق اُٹھتا ہے یہ بہو وہ خیال اندر و مانع
سرکشی کرتا ہے حق کے کیوں ایسا انسان خرد مانع

رنگ و بوے باغ عالم سے معطر کرد مانع
جھوٹ ہر اس زندگی میں زندگانی کی اسید
کیوں ہر نا فرمان بھلا دشمنی طبیعت آدمی

عاجزون بے اختیار دن کو نہیں اچھا غور خاک مولد خاک مسکن خاک مفن جسکا ہو گل نہیں ہوتا کبھی اسکا چراغ زندگی نور وحدت سے منور ہو گئی ہر ایک نگہ بیٹھے بیٹھے فرش پر جو عرش کی کرتے ہیں سیر گندہ مغز ایسا ہوا کس بات پر ہے آدمی کون سے رتبے پر روزا فرزند ہر اسکی کشتی مغزین بوجہ جہنمی ہر جاتی رہ گئی ایک وز	ان بچاروں خاکساروں کو نہیں بہتر دماغ کیون ہر ایسے خاک کے پتے کا گردون دماغ ہو چکا ہو جسکا نور عقل سے انور دماغ ہو گیا ہر ایک سینہ صاف روشن ہر دماغ کیون نہو عرش برین پر انکا بالاتر دماغ اور سمائی بادنخوت کیسے ہے در دماغ دن بدن اسکا بگڑتا جاتا ہے کسپر دماغ خالی ہو گا ان خیالوں سے ترا آخر دماغ
--	--

بندہ زار و ضعیف و عاجز و کمزور ہے

کون سے پایہ پہ دنیا میں کر ہو سرور دماغ

اپنے گم گشتہ کا آنے پالیا سار اسراع مدعا حاصل کیا کی جسے اسکی جستجو یار ہر جانی کا انسان کسطح مادی نشان بیخبر یہ اپنی خود ہستی سے جس حالت میں ہے	جنے اس سے میں اگر کھو دیا اپنا سراع پاؤں رکھا جسے اسکی راہ پر پاپا سراع کسطح اسکا پتا کوئی نکالے یا سراع پائیگا اپنے خدا کا کسطح بندہ سراع
---	---

مطلع

خلق سے خالق کا ہکول کیا پورا سراع رکھا جس خالق نے شہراہ طریقت پر قدم گھر تلک دہر کے پہونچا جستجو کرتے ہوئے تپے تپے پر تپا ملتا ہے اس گلفام کا جو مسافر علیہ یا فانی سراے دہر سے خاک اس خاکی کی حب بڑ جائیگی تکر عبار	آخرش وحدت ملک کثرت کا جا پہونچا سراع ہر قدم پر اسکو جانان کا گیا ملتا سراع جسکو دل نے ہر سراغی نیکے دکھلایا سراع باعبان کا ہر بیان ہر باغ سے پیدا سراع پھر نہیں اسکا کسی کے اس جگہ دیکھا سراع باقی رہ جائیگا پھر اسوقت اسکا کیا سراع
---	---

ہر قدم پر چسکا ہوتا ہو عیان نقش قدم

پھر تینین ملتا ہمین باعث ہو کیا اسکا سرخ

حق کا کینو لکرا پائیکا سرور پتا اس راہ میں

جب تلک پہلے کا لیکانہ تو اپنا سراغ

ولیمین کر روشن محبت کا چراغ
دلکو خوش کر لے گلون کو دلچسپ کے
ولیمین بھر دے سرسبز عرفان نور
کر مقرر بندگی کے واسطے
بندہ خاکی کا کس رتبے پہ ہے
اہل دولت کیلئے ہوتا ہر خوش
اپنے رہبر کے قدم پہچان لے
حق کا عاصی نیکیے نادان آدمی
کام کر ایسا کوئی جس سے رہے
تازہ ہر موسم تر اگلزار ہو

کر لے سوز دل سے سینہ باغ باغ
باغ کی کر سیر ہو کر باغ باغ
تا کہ ہو اس سے تراروشن دماغ
اپنے وقتوں سے کوئی وقت فراغ
دوستو عرش معلیٰ پر دماغ
بیٹھ کر مردار پر مانند زراغ
تا کہ مل جائے تجھے اسکا سراغ
کیون لگاتا ہے صفا چادر کو داغ
شتر تک روشن تر ہو گھر کا چراغ
پھولتا پھلتا رہی ہر وقت باغ

چھوڑ دو محفل سراچی توڑ دو

عمر کا اب بھر چکا سرور ایاغ

یہ کیسا باغ ہو دنیا کا ایک عمار باغ
ہو اسکا نقشہ سراپا مثبت کا نقشہ
بجز نکالے نہ نکلا وہ اس گلستان سے
بہر بہار بدلتا ہے ڈھنگ یہ گلشن
کبھی بہار کبھی ہے خزان گلستان میں
ہزار دن بلبلین اور سیکڑ دن ہین گل زمین

کہ دوسرا نہیں ایسا پھلزار پھولا باغ
ہے عین گلشن حبت کا یہ نمونا باغ
بچشم غور یہ سرسبز حبسے دلچا باغ
نرالے رنگ دکھاتا ہے ہمیشہ باغ
کبھی ہے پھولتا گلشن کبھی ہو پھلتا باغ
نہیں ہے بلکہ کوئی اور اس کے اچھا باغ

مطلع

ہے کس نے دیکھا کوئی اور سطح کا باغ
نظارہ اسکا فقط دور ہی سے کر لیا
جو حا ہو توڑا و پھول اور جو چاہو کھا و پھل
خدا نے مال دیا تجھ کو بخش دی اولاد
کہ سب کی آنکھوں کی تلی ہے یہ اپنا باغ
سمجھ نہ بیٹھنا باغ جہان کو اپنا باغ
کہ باغبان ازل کا ہے ملک سارا باغ
کہ جس سے خانہ دولت بنا سراپا باغ

ف

بساغ عمر کوئی کا بیج بوسرور
کہ ہو وی حشر کے دن تک شراستگفتا باغ

رولین

کتنی طاقت ہے عاجز ناتوان انسان ضعیف
ہوتا جاتا ہے یہ انسان ناتوان شام و بھر
اتنا اترتا ہے کیون ہے بندہ خاکی تراو
کون طاقت پر یہ طاقت بھلا مغرور ہے
کتنی کمزوری ہے اس عاجز میں کتنا ضعیف ہے
اپنی کمزوری پر یہ کیون نہ روئے زار زار
سخت بیماری ہے دامگیر اسکو ضعیف کی
آب و دانہ سے نہ لے رزاق گرا سکی خبر
کچھ بھی کر سکتا نہیں یہ کام بے امداد حق
جذب حق کھینچے اگر اسکو کہیں اپنی طرف
کستدر ہے سارے حیوانوں کے حیوان ضعیف
دن بدن کرتی ہے اسکو گردش دوران ضعیف
فخر کیون کرتا ہے اتنا آدمی نادان ضعیف
کون سے زور و کس قوت پر نازان ضعیف
کستدر ہے جسم بھی اسکا ضعیف ورجان ضعیف
کیون کھالی اپنے اپنے ضعیف برار مان ضعیف
کس سے مانگے اپنے دل کے ضعیف کا در مان ضعیف
مرز لگ جاتا ہے اک دم بھر میں یہ حیاں ضعیف
راہن ناحق بھر کرتا ہے سرگردان ضعیف
عش پرے نردبان چڑھ جائے انسان ضعیف

کیسی کرتا ہے شکایت سرور اپنی ضعیف کی
جب نبی آدم کو فرماتا ہے خود قرآن ضعیف

کیسا دیکھنا ظالم اگر بیان انصاف
زرا نہ سارا ہی تیرا مطیع فرمان ہو
خدا اگر گیارہ اک بات کا وہاں انصاف
اگر تو رکھیگا ملحوظ ہر زمان انصاف

جگہ جگہ یہ عدالت مکان مکان انصاف	کر ایسی منصفی جاری کہ تیری ذات کے ہو
کھڑا ہو تیسرا تو بن کے درمیان انصاف	جہان دو آدمی آپس میں لڑنے کو ٹھہرین
تعصب آیا تو پھر رگیا کہاں انصاف	تھمکا جب ایک طرف پلہ تل چکا پورا

مطلع

کہ صاف کر دی کہ دورت سے جسم جہان انصاف	خدا کے واسطے ہر وقت کر میان انصاف
کبھی زبان سے کلمہ میں ہو عیان انصاف	کبھی ہو پردہ دل میں ترے نہان انصاف
کہ دل بھی ہو ترا انصاف اور زبان انصاف	خیال ظاہر و پوشیدہ رکھ عدالت پر
وہ ملک رہتا ہی آباد ہو جہان انصاف	ہمیشہ شاد و مین وہ لوگ جو کہ منصف ہیں
کہ چاہتا ہے خداوند دو جہان انصاف	ستم سے کس طرح راضی ہو کوئی دنیا میں
ذرا تو دل میں کر ای مر و نکتہ دان انصاف	تو کون چیز تھا پہلے بنا ہے اب کیا چیز

ہر ایک کام میں انصاف چاہیے سرور
ہر ایک بات میں لائق ہو بکبان انصاف

دور کر دل سے کہ دورت کا غلاف	سینہ رکھ اپنا صفا ای سینہ صاف
گرچہ نہان ہو گازیہ کوہ قاف	خود بخود ہو چنگا تھجگو تیرا رزق
بندہ فرمان خدا سے انحراف	باوجود بندگی کیونکر کرے
برزبان اقرار و دل میں اعتراف	رکھ ہمیشہ کلمہ توحید کا
کفر کا کر دور لوح دل سے کاف	فرد و ملت گر تجھے مطلوب ہے
کفر و ہتھان و دروغ و کذب و لاف	جب ملک ہے زمند و مست لا بر زبان
جسکی ہو تقریر حق کے برخلاف	راستباز و نیکے مخالف ہو وہی
ہوا اگر آئینہ روشن سینہ صاف	صورت و لہار صاف آئے نظر
اڑھ کر اس خاک کا سر پر لچاف	بھرنہ آئیگا تو جسم سوئیگا

دیکھ مت خاطر کسی کی جھوٹ بول حضرت ستار و غفار الذنوب کیونکہ ہے لا تقصروا خود کر چکا کیلے کرتا ہے تو ناحق کا فخر	صاف ہو جو بات کہ دے صاف صاف سب گنہ گردنیکے بندوں کے صاف اُن سے حق بخشش کا وعدہ صاف برزبان لاتا ہر کیون لاف و گراف
--	--

برزبان لاتا نہ سرور دیکھنا بات کوئی راستی کے برخلاف	
--	--

تو اپنے سینہ کا آئینہ اس قدر رکھ صاف خدا کے خوف سے رو پایا دھوسید نامہ و دپاے دولت دیدار جو کہ دنیا میں نکا لو گھر سے جو ہے جمع مال دنیا کا جو گھر میں ہو غس و خاشاک جھاڑا سکودو ہو صاف رنگ کدورت سے جکا آئینہ ہمیشہ کانٹونہ کٹتی ہے زندگی بسکی حساب پاک کر ایسا حساب والوں کا نہ دیکھا رنگ کسوٹی پر تیرا یہ سونا ہر ایک نقش صفا کھینچتا ہے وہ نقاش خدا کے واسطے سب مان لو مسلانو	کہ آئے اوس سے نظر تھکے روئے دلبر صاف سیا ہی مٹنی ہے کر لے بدیدہ تر صاف بشکل آئینہ بن جاے باہر اندر صاف تمہارا ایسی غلاطی سے چاہیے گھر صاف تمہارے رہنے کی خاطر مگر ہو بہتر صاف وہ سینہ رکھتے ہیں ہر ایک کے برابر صاف نہ اُنکو چاہیے قالین نہ کوئی بستر صاف کہ ایک ایک رقم سے ہو سارا دفتر صاف کر لگا جب ملک اُسکو نہ کوئی زر گھر صاف ہر ایک لکھتا ہے تصویر وہ مصور صاف جو ہیں حدیث میں فرما کیسے پیر صاف
---	---

روایت	وہ ماند صاف نظر آئے سامنے تھکے جنار سے ترا مطلع اگر ہو سرور صاف	ق
-------	--	---

مرد شایق کو مقام قرب تک پہنچا و شوق منزل انصاف تک سالک پہنچ جائے وہیں	اور اٹھا فرش زمین سے عرش پر لجا و شوق رکھے ثابت اگر شہراہ طریقت پائے شوق	
--	---	--

<p>ذوق و شوق حق سے انسان لذتیں حاصل کرے مرد طالب چہرہ مطلب کو فوراً دیکھ لے راہ پر آجائیں سارے گھر ہاں راہ دین قطرے سے موتی بنا لے خاک سے سونا کرے شوق ناداروں کو دلوائے خزانہ مال کا شوق انسان کی مرادیں پوری کرتا ہوا شوق کر دے بے ہنر کو صاحب فضل و ہنر ایسا مستغرق ہو دق و شوق ایسا شائق ہو</p>	<p>پائے نعمت خانہ حق سے اگر ملوای شوق اپنی صورت پر دہ دل سے اگر دکھای شوق راستی کے راستے تک گرا نہیں لہجہ شوق نسخہ کسیر شائق کو اگر سکھائے شوق مرد مفلس کو تہجنت سلطنت ٹھکرای شوق آدمی کو منہ سے جو مانگے وہی لہجہ شوق بلکہ وحشی کو بنا کر آدمی دکھای شوق ابر شوق آئینہ نگار اور دلوں کو بنا دیا شوق</p>
---	--

فصل حق سے کر لین ہم بھی ختم حمدایزدی
سرور اسیمین اگر ہو مدد فرمائے شوق

<p>نہ طالب مال کا ہو اور نہ ہو خواہاں نہ عاشق صفائی قلب سے گھر گھر کی دیا ہو خبر عاشق وہ بیدل اپنے دلوں کو قبیلہ و کعبہ سمجھتا ہے فرشتہ نیکے بالائے فلک پر داز کرتا ہے سدا دام محبت کے نشہ میں جو رہتا ہے</p>	<p>نہ گھر والا کوئی رکھتا ہو عاشق اور نہ گھر عاشق زمین و آسمان رکھتا ہو سب پر نظر عاشق فقط دلی طرف ہر دم تھکا رکھتا ہے ہر عاشق خدا کو شوق کو مبدم لگا لیتا ہے ہر عاشق ہمیشہ ہے شراب بخود ہی کے لینے خبر عاشق</p>
---	--

مطلع

<p>لہو تیا ہو کھاتا ہے فقط لخت جگر عاشق جھڑی حب باندہ دیا ہو باشک شہم تر عاشق کبھی نہستا کبھی روتا کبھی خوش کبھی غمگین کس کے نیک بُد کی کب خبر عاشق کو رہتی ہے نہیں ڈرتا اجل سے مرگ کا کچھ غم نہیں کرتا</p>	<p>غم و رنج و الم من رست کرتا ہو سب عاشق تشکل ابر کر لیتا ہے دامن پر گھر عاشق بہر حالت نہیں بہتا کبھی اک مال پر عاشق کہ رکھتا ہو غرض ہر شوق سے تلامس دیکھ عاشق کہ اس مرنے سے پہلے جیتے ہی جاتا ہو عاشق</p>
---	--

<p>بزرگ زرد و آہ سر و جھٹ پچا جاتا ہے ہزاروں پردہ میں چٹکے سرور اگر عاشق</p>	
<p>گر ملا لہ و فخر و حدت کا سرور ہر ورق خوشنویسیاں محبت نسو تو حسیہ کا تیرے دفتر کا بگڑ جاتا ہے سارا انتظار پتا پتا دفتر و حدت ہے اس گلزار کا گھر میں کیوں انہی کتاب میں جمع کر رکھا ہو تو صفحوں کی تو دور و دور سیاہی دور کر خاک ساری کے مضامین لکھ کہ مانند غبار علم و حدت کا عجب سینہ بسینہ علم ہے کوئی سالک راستہ بے رہنا پاتا نہیں محو ہو گیا نہیں خط سے ترے حرف بدی</p>	<p>پہلے جب کا قل ہوا اللہ احد ہے سرور در بغل لکھ لکھ کے رکھتے ہیں بانیہ ورق جب کتاب جسم کے ہو جائیگے ابتر ورق خود ہی وحدت کا اسکے ہر شعر کا ہر ورق رات دن کیا لگا آخر ان کے الٹا کر ورق نامہ اعمال کی دھند سے بچشم تر ورق اڑ کے جا پہنچیں تری نام کے گرد و ہر ورق ابے نامک جب کو نہیں لکھا کسی نے ہر ورق کوئی کاتب لکھ نہیں سکتا ہر بے مسطر ورق جب نامک رو رو کے اُس غم میں نگر تر ورق</p>
<p>باتے ہیں اُس کو مردان خدا تو نیر جان حد میں لکھے ہیں جتنے تو نے اویسر ورق</p>	
<p>تعلق کا نمودنیا میں مشتاق نہ پھر اقرار سے جو کر چکا ہے لگا دل پر نفی اثبات کی جوٹ سیاہی ساری دھلی کی تو ہو جا بیشق حق و سیر اند کیا کر عبادت کر عبادت کر عبادت چکا دے آج سب کا لینا دنیا</p>	<p>رہو اسلہ مرد حق اس جھٹ کے طاق رہو قایم عیسے روز مشتاق بنائے سینہ اپنا سنگ چاق بافوار انہی سینہ براق سدا بہا زبان مانند عشاق کہ راقی ہو تری غزل سے بلاق حصا بہر ایک کا کر ڈال بلاق</p>

تجھے وحدت کا اک کافی ہو گیا
ہمیشہ ہر نامند اس کے خالق
ہر اک تیرا ہی ملای بندہ خلق
تیرا دل چاہیے وہ مطلع فصیح

یہ اتنے بانہ کیوں کہ ہیں راق
جو رکھتے خلیج سے تیرا افلاک
تغنیہم و سیکریم و باشفاق
نہا کے نور کا ہو جس سے اشراق

دولیت

تو مانگے اس سے یا سرور مانگے
تجھے دیدگا تیرا رزق رزاق

ک

ہو راترن میں بدلتا زمانہ کیا کیا رنگ
ہزاروں گل ہن گلستان دہر میں لکین
کبھی نہ دیکھا تھا جو ابتدا سے ہستی سے
نہ وہ سفیدی نہ سرخی ہو اور نہ وہ زردی
نہ پہلی صورتیں اس دم دکھائی دیتی ہیں
کبھی ہے غیبی کبھی بھول اور کبھی بھل ہے

دکھاتا رہتا ہوا ایک ایک نغمہیں صد ہارنگ
ایسی گارھی ہو رنگت کسی کا پتلا رنگ
ہو اب زمانہ رنگین ہے وہ دکھایا رنگ
نہ اکلاؤ خشک ہے موجود اور نہ اکلاؤ رنگ
نہ پہلا نقشہ نظر آتا ہے نہ پہلا رنگ
بدلتا رہتا ہے اس باغ کو ہمیشہ رنگ

مطلع

ہزاروں گرج کیے ہیں خدائے پیدا رنگ
ہوتا دنیا کی رنگت پہ مائل اسے ناوان
ہر ایک ڈھنگ میں کھنا درست ڈھنگ پنا
گرا نے جامہ کو رنگین بزرگ یک رنگی
دورنگی چھوڑ کے یک رنگ دوست و نجات
شہر دل ہن سے و لکین بچشم عبرت و کیم
سے تسم تسم کے گلزار باغ ہستی میں
ایمان نہاں ہو گئے کو الہی دی رنگت

کرے رنگ محبت کا سب سے اچھا رنگ
کہ ہو ہی جاتا ہے آخر کو اسکا پھیکا رنگ
ہر ایک رنگ میں دکھانا اپنا پورا رنگ
کہ سارے رنگوں سے ہو شوخ یہ اکیلا رنگ
کہ بخشین حضرت زکریا کو دگنا رنگ
سب سے اس زمانہ کی نیرنگی کا مہر رنگ
طرح طرح کے نظر آتے ہیں عباد رنگ
کہ اتنے پھر نہ قیامت تاکہ نہ رنگ

گدڑی جائیگا جس دم بہار کا موسم
نظر آئیگا سرور و بار و سازنگ

اپنے دل کو تنگدستی میں نہ کرے اور تارنگ
ہر کہیں اپنا غم اسکو اور کہیں فکر عیا
اپنی غم کی چارہ جوئی کس سے یہ عاجز کرے
اچھل سو سم بدل جائیگا اسی کی بہار
بیش دولت یعنی دنیے میں نہ کرے تنگ اپنا غم
نہی سے مت کرے تنگدستی کی شکایت بار بار

دن گدڑ جائیگے آخر کار یہ دور تارنگ
زندگی اپنی سے ہر وقت دنیا و تارنگ
اس سے اگلے خیر یہ مفلس گدا نا تارنگ
رہتی ہر وقت خزان کیوں عند لپٹ تارنگ
خانہ تارک گور اپنا نگر نہ تارنگ
اس پریشانی سے جی اپنا نگر نہ تارنگ

مطلع

حرص کا انسان کو رکھتا ہو سدا آزار تارنگ
اس طرح خفیں محبت اس میں کھل کر یکے
کھولتا ہو اپنے حق کے روبرو دست دعا
آنکے اور جائز میں ہر ایک کو تنگی نصیب
اسکی بیماری کا اکدن فیصلہ ہو جائیگا
حق کی رحمت ایک دم آسین سا سکتی نہیں

ایسی بیماری سے ہر وقت یہ بیمار تارنگ
تنگ دل سب سکے سودا گر میں اور بازار تارنگ
بندہ ہو جاتا ہو جب عاجز بہت ناچار تارنگ
ہو کو تنگ آتا ہو پھر جاتا ہو آخر کار تارنگ
کاٹ لیا چار دن تنگی کے یہ بیمار تارنگ
استغدر میں گور ظالم کے در و دیوار تارنگ

فصل نروانی سے رکھتا ہو فراخی کی امید
رہ نہیں سکتا کبھی یہ سرور ناوار تارنگ

ہر ایک چیز سے ہر ذات کبریا نزدیک
لیگا اسکو جو رکھکا ملنے کی خواہش
وہ گھر میں پالیا جسکی تلاش تھی ہر گھر
عزیز و نیازت جو دور دور بھاگتا ہے

ہر ایک وقت ہر مایل اور ہر ایک جائز و یک
جو اسکو ڈھونڈنے جائیگا یا لگا نزدیک
بہ جسکو دور سمجھتا تھا مل گیا نزدیک
وہ رہتا خالی کبر کے سہ سہا نزدیک

وہ وہ کیلئے جائیگا و چونکہ نے آخر

یہ جس کو زمانہ میں مدعا نزدیک

مطلع

سچہ لو ذوات الہی کو و انما نزدیک
ہمیشہ رہتی ہے نزدیک زندگی کو کرگ
ہوا کو حرص و طمع سے ہمیشہ دور رہ
ترتیب سے نکل جائیگی یہ جان تبسم
کوئی نہ دیکھے گا بار و گرتیری صورت

کہ شاہ رگستہ بھی ہر وقت ہر خدا نزدیک
اس ابتدا کی ہے ہر وقت ابتدا نزدیک
کہ آنے پائے نہ تیرے کوئی بلانہ نزدیک
وزانہ شہر کیے اس وقت اقربا نزدیک
خدا یا آئیگا اس دن نہ آشنا نزدیک

اجل کو دور تصور کرنا اسے سسرور

کہ آجکل ہے وہ موقع ہو چکا یا نزدیک

کرے محض اس قدر کس بات پر خاک
خدا کی بندگی کرنا نہیں ہے
کرے ملے منزل مقصود کیونکر
کیا کرتا ہے نادانی کی باتیں
نصین ہے ہم سب کلمہ بانی پر پے
کیون کہتا نصین حال دل زار
رہا کرتا ہے کیوں دنیا کی خاطر
دعا کرنا ایسا رستہ عاقبت کا
زمین پہرہ کہ جھکی گردن ہمیشہ
تجھے ہسک کیلئے لوگ سارے
یہ وہ تغیر و تبدل ہے کہ کروا

نجات سے نہوے جہت ملک پاک
نثر کہتا ہے یہ انسان مہاک
کہ پالین الہی پلتا ہو یہ مالاک
یہ نادان باوجود نعم و اوراک
کرے دل کا دلچسپ کمر لپاک
خدا کے روبرو ہا چشم ہشاک
پریشان خاطر و دلیر و غمناک
کہ رہ جائے نہ باقی خار و خاشاک
کہ جبک جائیں تیری عظمت ازاداک
طلبیت میں لکر رکھیا اساک
نہ بن شکلیں دل پر ہم و خاک

کہا سسرور ہی ماناں میں سے سسرور

ل	ہے زیبا جس کے سر پر تاجِ لولاک	رولیت
<p>یایا ہزنگ پر گل کی پتا پتا بھول بھول نیکے بلبل جسے اس گشت کا ڈھونڈا بھول بھول جسے گلدستہ میں ہر جن کے بازو ہا بھول بھول ہر گلستان میں اسی گل کا نمونہ بھول بھول کام کیون کرتا ہو اس دنیا کے ہنر بھول بھول</p>		<p>گلشنِ دنیا میں اگر رہے دیکھا بھول بھول یایا انا گل اس نے بس اسی گلزار سے کیون نہ کہو لگی پوچھت باغبانِ بلبل زبان نقشہ اس گلزار کا ہر عین نقشِ باغبان کیچہ نہیں ملنے کا بھول اس گلستان ہر</p>

مطلع

<p>ایسا اپنا سب لگ گیا ہر جلو اچھول بھول سیر کر اس باغ کی اور دیکھ اسکا بھول بھول دیکھ سب باتوں میں اسکا کانا کانا بھول بھول جس میں بلبل بیٹھا کرتی تھی ہمیشہ بھول بھول بھول کر دکھائیگا گشت سے ہر بھول بھول</p>		<p>رنگِ ہنگ پنا دکھاتا ہر لالا بھول بھول حق نے بخشا ہر اگر نادان تری آنکھوں میں نور دیکھنے والے جو آجاتے ہیں اس گلزار میں آز گیا ہے آجکل اس گلشنِ ہستی کا رنگ کیا ان سب کھلی ہوئی چاہیگا وقت بہار</p>
--	--	---

	<p>کیسی یہ بھولوں بھری لکھی گئی سرورِ غزل صورت گلزار ہے جسکا شگفتہ بھول بھول</p>
--	---

<p>اٹھی چالیں ملتا ہے یہ دورِ دوران آجکل ہے ترالا ڈھنگ پر رنگ گلستان آجکل کیا شرفیاں جہاں پھرتی ہیں حیران آجکل ہیں بارسے آدمی سرورِ گریبان آجکل دشمنی شکر بھر تھے ہیں آوارہ انسان آجکل چور ہیں گنجِ سلامت پر نگہبان آجکل تازہ آتے ہیں نظرِ دنیا میں سامان آجکل</p>	<p>ٹیرے چکر دکھاتا ہر گردن گردان آجکل آجکل نقشہ نیابدا ہر اس گلزار سے کوئی مفلس ہے کوئی محتاج کوئی تنگ دست آجکل موتی لٹکتے ہیں گدھوں کے کان میں آجکل ہیں سند دولت پر حیوانِ مابین رہزناں راہ مولیٰ رہنا کھلاتے ہیں جاسی شکیں نبی دکھلائی دیتی ہیں تمام</p>
--	--

بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی	بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی
--	--

سرور ناخوانده و کم کو خدا کا شکر ہے مشتراہل سخن من سے سخندان آجکل	
--	--

دل بار ہر کہ دلبر تک تجھے پہنچائے دل جا آدھرا ہو مجھ پر تجھ پر حیرت لیاے دل جسکو دل چاہے قرار کد جاہ اس لذت کی اگر دور سے صفا دل کہ نہ نکلا آئینہ دل سے تیرے بیدی کو کام چوبی لکین	دل اسی رستہ پہ چورستہ تجھے دکھلا دی دل کر عمل اس حکم پر جو کچھ تجھے فرما دی دل جان و دل اس پر خدا کر ڈال حیرت دی دل صورت دلبر صورت تجھے دکھلا دی دل دل کے روبرو نہ کر نہ وہ شرمای دی دل
--	---

مطلع

کیون نہ اس مرد خدا کا ہمتا مست با دل دل ہی اپنا باعث دولت اگر ہو کہ دل کیون نہ اپنی نیرفتاری کے لغزش کھای دل جان بھی دیکر اگر جانان ملے کچھ غم نہ ہو بٹھے بٹھے گھر میں بیت اللہ کا کار و میں طواف انہی دلوں میں بنام حکم زریعہ کام کا	خوف حق سے جسکا کانپے جسم اور تھرا دی دل جان کا دشمن اگر بنجائے دلبر باے دل ہو اگر مضبوط بر راہ طریقت پائے دل پائے دل دیکر اگر دلبر نہ کر روئے دل کعبہ مقصود خجکے جسم میں بنجائے دل تا کہ حق سے دولت عرفان تجھ کو لوای دل
--	---

توڑ دے زنا رکھرا ورت پرستی چھوڑ دے یہ نہو سرور کہ میں تجھ پر ترانجائے دل	
---	--

بشہراہ طریقت ایسی حل حال کہ چوچ منزل مقصد پہ فی الحال	
--	--

<p>غصہ ماضی و استقبال کردور برابر آخرت بھیج اپنی دولت ییڑ حاکم اگر دل سے کرے دور الف نیکر اطاعت میں کھڑا ہو اڑے کیونکر با وج معرفت دل کوئی دن کے لیے ہواے سرفراز کمان اسکندر اور دارا و دولت سرے دہرین رہنا ہے تجھ کو ہے تجھ پر آنے والا ایک دن یہ آنکھیں دیکھنے سے علی ہوگی تو سوتا ہوگا اور آیا کرینگے</p>	<p>غرض رکھ حال سے اس صاحب حال کہ کام آئے تیرے وہ وقت پر مال نہو بیکار دنیا میں اک بال مجھ کا سجدے میں گردن صورت حال کہ ہیں کترے ہوئے اسکو پر بال یہ فزائری و تاج ا جلال کمان رستم جو لہر و اور کمان بال کوئی دن یا مہینہ یا کوئی سال کہ ہو گا حال سے اتر تیرا حال زبان ہو جائیگی ہر بات سے لال ہزاروں نزلوں اور لاکھوں بھونچال</p>
--	--

روایت	بد رگاہ خدا ہے حال مطلوب نہ لگا کام اس سرور دہان قال	م
<p>اگر تو کام کا بندہ ہے ہر گھڑی کر کام ہر ایک کام میں کر سعی ایسی پہلے سے فیتر عجز سے لیتا ہے مطلب اور زردار عزیز و حق کی عبادت بہت ہی مشکل ہے نئے نئے ہیں زمانہ میں مشغل اب جاری اسی کو دوست سمجھ اپنا جو کہ کام کو وقت علاقے سب ہیں ترے دہمدم ترقی پر اخیر خاتمہ ہو جائیگا ترا لیکن</p>	<p>کہ اہل کار سمجھتا ہے سب سے بہتر کام کہ پلے خوبی سے انجام انتہا ہر کام نکالتا ہے ہمیشہ بقوت زر کام ہے بندگی کا بہت سخت اور تنہر کام ترالے دنیا میں ہوتی ہیں آج گھر گھر کام سنوارے ولکی محبت تیرے یکسر کام ہیں بڑھتے جاتی ترے دن بدن برابر کام نمونگے تیری ضرورت کے ہرگز آخر کام</p>	

خدا کی بندگی کا اپنے نفس سرکش سے	اگر تو بندہ حق ہے تو لے برابر کام
رکھ اپنے کاموں میں شام و سحر خبر داری	مبا و اہل سے ہو جائیں سارے ابر کام

بھروسا ذات الہی پہ چاہیے بھگو
مذاں سوار لگیا از خود ہی تیری مسرور کام

قیام تھا ترا پہلے کہاں نہیں معلوم	اب آگیا ہے کہاں سے یہاں نہیں معلوم
ہے کیسا بھولا ہوا آدمی معاذ اللہ	کہ جبکہ اپنا ہی پورا نشان نہیں معلوم
نہ پہلے گھر کی خبر ہے کچھ اس مسافر کو	جہاں یہ جائیگا وہ بھی مکان نہیں معلوم
کہاں سے آتی ہیں یہ قافلے خدا جانے	کہاں کو جاتے ہیں یہ کاروان نہیں معلوم
کہاں ہے تخت سلیمان و تاج اسکندر	کہاں ہے دولت نوشیروان نہیں معلوم

مطلع

کہہ کر جو جسم سے جائیگی جان نہیں معلوم	یہ خاک اڑتی پھر گی کہاں نہیں معلوم
مرگیا کون گھر ہی تک رہیگا زندہ کون	کسی کو غیب کا یہ داستان نہیں معلوم
یہ بندہ ذکر الہی کے واسطے دھر بھر	ہلاتا کیوں نہیں اپنی زبان نہیں معلوم
کہہ کر گئے ہیں خدا جانے اڑکے ہوش اُسکے	اور عقل جاتی رہی ہو کہاں نہیں معلوم
عزیز و عدت و کثرت کا کیسا مسئلہ ہے	کہ جبکہ اہل زبان کو بیان نہیں معلوم
نہ اس کے پردہ سے واقف کوئی فرشتہ ہے	کسی بشر کو یہ راز نہاں نہیں معلوم

تم آج حال کی حالت میں خوش رہو مسرور
کہ کل کا حال کسی کو بیان نہیں معلوم

عزیز و دنیا کا بیگانہ ہے کھانا غم	کہ ہر ٹھکانے سے اسکا ہر بے ٹھکانا غم
کہ اپنی منکر کہہ ہو تیری منکر و بنا کہ	غم اسکا کھا کہ ترا کھا سے سب زما غم
عزیز و دنیا میں کم مہنا اور بہت رونا	گھٹانا اسکی خوشی و مہم بڑھانا غم

ہر ایک طرح کا غم کھا کے جان غمگین کو رہا ہمیشہ ہی روتا یہ بندہ غمگین جب اسکی روزی مقسوم آج دانہ ہے غم خیال سے جی جیتے جی چھڑا لیں خوشی نصیب ہے اس خوش نصیب کی آخر فراخی تنگی سے ملتی ہے حق کے بندوں کو خدا کے واسطے اس غم سے جان بچا لیں	لگانہ لینا بہر حال وہانا غم گیانہ دل سے کبھی اسکے یہ پرانا غم پھر اسکا کیلئے کھاتا ہے مرد وانا غم اخیر گورین لیکر نہ اٹکا جانا غم بوقت غم بھی غنیمت ہے جسے جانا غم خوشی و عیش و مسرت کا ہو خزانہ غم نہ پینا خون جگر اپنا اور نہ کھانا غم
--	--

کبھی نہ ہو گا کسی غم میں مبتلا مسرور
اگر خدا ہی کا رکھے کوئی لگانا غم

رہ راستی سے اٹھامت قدم عبادت کا رکھ اس قدر سر پہ بار قدم ایسا رکھ راہ اخلاق پر رقم نام حق صفحہ دل پر کر ذرا کھول کر اپنی آنکھوں کو دیکھ گزارا ہے دن عمر کے چند روز	ہر باقی ترا جب ملک دم میں دم کہ گردن ہے تیری سجدے میں خم کہ دونوں قدم اس جگہ جا میں خم نگون کر کے سر اپنا مثل قلم عیان حق کا جلوہ بدیر و حرم باخلاق و آداب و لطف کرم
---	---

مطلع

نرکھ دل میں کچھ مال دولت کا غم خبردار دنیا کی حیا طر نہو کمان بندہ مولیٰ کا پابند ہے ہیں دنیا سے فانی کی سب لذتیں یہ بندہ خدا کا گنہگار ہو	ملے بیش تھک کبیں یا کہ کم مقیہ بزدان رنج و الم بزنجیر دنیا رو دایم درم بطاہر لذت اور باطن میں سم ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم
--	---

ذاتینگے بار دگر مشرک تک تجھے ہر دم اہل دم چاہیے نکر فکر و اندیشہ اولاد کا کہ ان سب کو اک روز چھڑ لگاتو	کئے جو مسافر ملک عدم توجہ بدل اور نظر بر قسم نہ ہے مال کا تھکاوہ و کار غم بصد حسرت و درد و رنج و الم
ر دلیت	سب ہوتے رہینگے زمانہ کے کام نہونگے مگر سرور اس وقت ہم
ن	
فقط اکدم میں جو چاہیں خباب کبریا کر دین جب آئیں فضل کرنے پر خدا حاجت واکر دین اگر چاہیں وہ خالق دزدہ کو شمس الضحیٰ کر دین کرین باری ہزاروں فلزم نقص ایک قطرہ سے وہ پونچا میں فلک پر پر لگا کر موربے پر کو عجب کیا ہے اگر مردان حق اہل نظر بندے اٹھادین سینے کے آئینہ سے رنگا کلفت کا برہمن گردن جھکا کر دم بخود جب صبر پر آئیں کرین مشکل کشائی وقت مشکل اہل مشکل کی سبکداری ہو دنیا میں نصیب انکی حقیقت میں خدا کا وصل پائیں جو کہ ہوں مجبور دنیا سے	گدا کو شاہ کر دین شاہ کو خوراک گدا کر دین فیترہ بنوا کو لطف کج بے بہا کر دین منہ نو کو بنور مکرمت بدرالدجی کر دین بنادین خاک کو کسیر اور مس کو طلا کر دین نگس کو ایک دم میں شکل بدلا کر سیا کر دین فقط نظروں میں خاک خاکسار ان کہیں کر دین باب حمت دل کی کدورت کو صفا کر دین جب آئیں دنے چلانے پاک عشرت پا کر دین جنھیں محتاج پائیں انکا پورا مدعا کر دین خدا کا حق جو سر سے بندگان حق ادا کر دین ملین حق سے وہی باطل کو جو حق سے اگر دین
باوصاف خدا موصوف انسان ہیں وہی سرور برائی جو کوئی ان سے کرے اُسکا بھلا کر دین	
سب کو ہر اس دار فانی میں بقا دو چار دن چھوٹ جائیگے دم آخر اسیر ان جہان	بادشہ دو چار دن کے اور گدا دو چار دن رکے اس دایم بالاسن متلا دو چار دن

بادشاہان زمانہ والیان ملک دوست اس دنیا کو سب چاروں کے دست ہیں سبز ہے دو چاروں کے واسطے یہ سبز باغ	جائینگے سب نو بین اپنی بجا دو چاروں اور فقط یہ آشنا ہیں آشادو چاروں گلشن عالم کو ہے نشوونما دو چاروں
---	--

مطلع

عمر کے باقی جو ہیں اسے بچا دو چاروں چھوڑ دے اتبویہ فانی لذتیں وقت اخیر خوش و بیکانہ بھلا دینگے مجھے مرنے کے بعد جان لے اس نندگانی میں عنایت جان لے کٹ سکے حسب طرح کاٹ اپنا زمانہ چند روز عمر کے دن کر لے کچھ زیادہ اگر کر سکتا ہے وقت ہے محنت کا کر محنت خدا کی واسطے سیکڑوں برسوں کا استحکام کیوں کرتا ہوں بے خبر تو ابتدا سے خواب غفلت میں رہا	کھیل میں کر دیکھا ضائع وہ بھی کیا دو چاروں ذوق و شوق حق سے کر حاصل نہادو چاروں بان رہیگا باقی کچھ کچھ تندر کرادو چاروں جس طرح دو چار راتیں گزریں بادو چاروں خیر سے گر لنگ سکیں اپنے لنگا دو چاروں ہوڑھا سکتا اگر اسپر بڑھا دو چاروں کام کر لے اب سے موقع کام کا دو چاروں ہو قیام اس دار فانی میں ترا دو چاروں اب تو ہو بیدار وقت انتہا دو چاروں
--	---

میت کر دیکھ کام الے سرور بغیر از بندگی

زندگی باقی اگر رکھے خدا دو چاروں

خدا کے نام سے نام اپنا ایسا کر روشن نور شمع محبت کر اپنا گھر روشن ابھی سے خانہ تار یک گور کر روشن یہ خاک کی بندہ بیکار بکیں و گناہ بنام ہے ذرہ سے کیا آفتاب عالیا عزیز و وقت سخاوت ہمیشہ رہتا ہے	ہو جیسے نیر خورشید ہر سحر روشن کہ جس سے دیکھنے والوں کی ہو نظر روشن کہ تیرے جانے سے اول ہو تیرا گھر روشن ہو اہی فضل سے مولیٰ کے کس قدر روشن ہو اہی پانی کے قطرہ سے کیا گھر روشن سخی کا چہرہ تاباں شکل زور روشن
---	---

جلا کے سینے کو روشن کر دکھو اس سے وہ نور فیض کا کر اپنی ذات سے جاری شمع کی طرح ہو پروانہ جلوہ گر شب کو نہ چھیر مہو لہو کو دنیا کے باغ میں آکر	ہر ایک داغ جگر صورت قمر روشن کہ ہو دے سارا زمانہ ادھر ادھر روشن اگر مہون جگنو کی مانند اسکے پر روشن گلون کو دیکھ کے کر دور سے نظر روشن
--	---

نظر نہ آئی کی کیا تھجک صورت دلدار
ہو دل کا آئینہ مسرور رنار گر روشن

عزیز و کونسی ہستی یہ نازان یہ تھا کیا چیز اس ہستی سے پہلے نہ کان اسکے کھلے تھے اور نہ آنکھیں نہ کچھ پہچان اس نادان کو تھی خدا نے اسکو اب انسان بنایا بنا کر اسکو اک مٹی کا پتلا کو بے بندہ بغیر از بندگی کار بھروسہ کیا ہے اسکی زندگی کا	ہے یہ میر جا نیوالا بندہ نادان کہا کرتا تھا اسکو کون انسان نہ گویا تھی زبان گو ہر افشان نہ تھا کچھ جانتا یہ بندہ انجان کیا موجود سب ہستی کا سامان تن سچان میں اسکے ڈال دی جان ہے کتب اسکو بھلا یہ بات نہایان کہ ہے دور وز کا دنیا میں مہمان
---	--

مطلع

فقط حق کو سمجھ اپنا نگہ بان پھر اکرتا ہے کیوں دنیا کی خاطر خدا کا حکم اے اہل سلامت خدا کے ڈر سے اپنی چشم تر سے کراے ناشکر شکرانہ کا سجدہ نہ کھا چکر زمانہ میں نہ گھبرا	بہر وقت و بہر حال و بہر آن پریشان خاطر و غمگین و حیران بدل تسلیم کر اور بن مسلمان گھر بڑا بشکل ابر نیسان خداوند جہان کا مان احسان بوقت گردش گردون گردان
---	--

کہ رہتا ایک حالت پر نہیں ہے | ہمیشہ انقلاب دور دوران

ردیف

بنا اس حمد سے الحمد للہ
بسم و سرگروہ حمد خوانان

کوئی دن بستان عالم کا تماشا دیکھ لو
پیار رکھو اس سے جسکو حق کا پیارا دیکھ لو
دیکھ لو صورت سے حسن صورت تصویر کر
سننے کے آئینہ سے سب کچھ نظر آجائیگا
دیکھنا چاہتے ہو گردِ واحد کی وحدت کا وجود
پر تو افکن بحرِ دہر ہے دورِ دشمن آفتاب
ہر جگہ موجود ہے وہ موجد ایسا و مسلح

گلشنِ ہستی میں گل چھپے سے اچھا دیکھ لو
دوست سمجھو اسکو جسکو دوست پورا دیکھ لو
نقش سے نقاش کن صورت کا نقشہ دیکھ لو
دیکھ لو جو دیکھنا ہے میرے مولیٰ دیکھ لو
جاوہر گرہ مار سو کثرت کا جاوہر دیکھ لو
قطرہ قطرہ دیکھ لو اور ذرہ ذرہ دیکھ لو
کوچہ کوچہ حسانہ خانہ گوشت گوشتا دیکھ لو

مطلع

لفظ لفظ و حرف حرف و نقطہ نقطہ دیکھ لو
دشمنی اور دوستی پر کچھ نہ رکھو انحصار
جاوہر حق کو نہ سمجھو دیدہ دل سے نہان
غیر کے گھر ڈھونڈنے پھر جاؤ اس لدار کو
روبرو آنکھوں کے جو کچھ ہو رہا ہی صبح و شام

دفترِ ہستی پہ لکھا ہوا کیا دیکھ لو
پیشِ ہر انسان سے آؤ اسکو جیسا دیکھ لو
آنکھیں کھولو جس جگہ جا ہو چکنا دیکھ لو
پہلے اپنے گھر اٹھا کر دل کا پردہ دیکھ لو
قادرِ مطلق کی قدرت کا تماشا دیکھ لو

سر جھکا لو آنکھیں کر لو بند سرور بعد از ان
عش سے تا فرخ جو کچھ جا ہو سارا دیکھ لو

کسی گھر پر نجاؤ اور نہ کھڑکاؤ کسی در کو
اگر باری میں جاری ایسا رکھو دیدہ تر کو
اگر حسنِ عمل کی شمع روشن گور کی خاطر

بکار و وقت مشکل حضرت خلاق اکبر کو
کہہ کر دے ابر کو بے آبر و نامِ سمندر کو
کہہ کر اوجلا چراغِ بندگی سے دایمی گھر کو

خدا نے آدمی کو بنا یا آبر و بخشی طریقت کا بہت بڑا حایر رہا ہر سب سے بتان سنگدل کی شکل مست و کچھو مسلمان الگ خالق سے خلقت کو تصور مت کرو خدا	کیا روشن بانو ا حقیقت تیری جو ہر کو بنالے رہتا اپنا کسی اچھے سے رہبر کو کرو اپنے خدا کی بندگی مست ہو تو پھر کو نہ سمجھو تم خدا تصور سے اسکے تصور کو
--	--

مطلع

محبت کی اگر لگ جائیں پر انسان کے پر کو خزانہ خاکساری کا نصیب خاکساران کے بجز قسمت کمان کا مل کا ذریعہ کام دیتا ہر خدا نے اپنی عرفان کو خزانہ جنگ بستہ بن	زمین سے چٹ ہوا شوق میں اڑ جاو اور کو نہیں غیر از ندامت کچھ بھی حاصل کیا اگر کو کہ لایا خضر یا سا آب حیوان سے سکندر کو نہ دولت کو وہ دولت جانتی ہیں رنہ رزدار کو
---	--

دھرو خاک ندامت پر جبین اور کر لو خم گردن
بحراب عبادت رکھو سرور سرنگون سر کو

خدا کا بندہ سالک سے راستہ پوچھو ہر ایک وقت رہو مستند عبادت پر سمجھ میں نکتہ وحدت کبھی نہ آئے گا کسی سے درد محبت کی مست واپوچھو	اُسی سے منزل مقصود کا پتا پوچھو نہ وقت فجر کا پوچھو نہ طہر کا پوچھو موصد و ن سے عزیز و یہ مسئلہ پوچھو تم اہل درد سے اسکا معالجہ پوچھو
---	--

مطلع

کرو نہ گفتگو دنیا کی اہل عرفان سے ہر کون زلیست یہ نازان یہ تبتہ نادان نہ ابتدا کا ٹھکانا نہ انتہا کا ہے خدا کو بند و لکشا ید تھیں نشان ملجا ہے جو چیز مانگنے کی ہے وہ شوق سے مانگو	خدا کے بند و ن سے جب پوچھو تم خدا پوچھو عزیز و کھول کے اس سے یہ ماجرا پوچھو ہر ایسی خاک کے تپ کی اصل کیا پوچھو کرو تلاش زمانہ میں جا سجا پوچھو جو بات پوچھنے کی ہو وہ بر ملا پوچھو
--	--

جو ذوق و شوق محبت میں مست ہو
وہ پاپ ہے زندہ کرے یا کہ قتل کر ڈالے

انہیں سے ذکر الہی کا ذائقہ پوچھو
تم اسکا کوئی سبب اور نہ ماہر پوچھو

جب ایک مل لیا بے پوچھے تکرار سے سرور

اسی پتھر کے رہو پھر نہ دو سرالو پتھر

ڈھونڈتا پتھر تاجر جسکا چارو
کھول کر آنکھیں اگر دیکھتا تو
پائیکا کب گنج عرفان بے تلاش
مل کسی سے بھی غیر از ذات حق
بندہ حق ہے اگر اسے نیک نام
دل سے تو دشمن کسی کا بھی بن
رکھ تعلق خاک سے ایسا کسا
سب کے گھر پر ایک ہی روشن چراغ
مت پھر دمار و طمع کی مت پھر
غیر کے در پر نہ کر جا کر سوال
جانا اس دنیا سے ایسا سیاہ
آج آبِ دیدہ مناک سے
ظاہر و باطن رہو مشغول حق
خالق الہی کی بخشش سے تمہو
کیونکہ لکھی ہے کلامِ اقدس میں
ایسی محبت سے کرو ذکر خدا

حاضر و ناظر ہے تیرے روبرو
حق تجھے فی الفور دکھائیگا رو
جستجو کر جستجو کر جستجو
رکھ نہ کچھ دل میں بجز حق آرزو
نیک بد سے رکھ ہمیشہ نیک خو
تا کہ تیرا بھی نہو کوئی عدد
تا نہو یہ بات سیری آبرو
ایک سو برج جلوہ گر ہے چار سو
جا بجا حسانہ سخن سنانہ کو بلو
مانگ اپنے حق سے دلی آرزو
رہو بر و خالق کے ہو کر سرخرو
دھولو اپنے نامہ اعمال کو
فکر ہو دل میں زبان پر ذکر ہو
نا امید اے بندہ عاصی کبھی
تیری بخشش کی سند لا تقطو
جس سے بن جائے زبان ہر نیک

فصل ربانی سے یہ کب ہے بعید

بخش دولت سرور نادار کو

نہ ہونڈو جو حق کو زمین پر نہ آسمان ہونڈو
 یہاں ہی ہوگا کسی گوشہ میں نہاں ہونڈو
 جہاں کے آؤتے تھے تم پہلے وہ مکان ہونڈو
 تمہاری پروہ دل میں ہے دلربا مستور
 دکھائی دیتا ہے وہ پاندھان مطلع پر
 اسی کے نام سے روشن کر دنگین اپنا
 خدا سے حاضر و ناظر کو تم کہاں دیکھو
 انھیں گونہیں وہ گل ہوگا دیکھو گلشن کو
 پتال لگاؤ لگا پورا سہرا غیاں کا
 جہاں میں کوچہ کوچہ اسے تلاش کرو

خدا کو اسکی خدائی کے درمیان ہونڈو
 تلاش گھر میں کرو اپنا ہی مکان ہونڈو
 پھر اس جگہ کا جہاں باؤگ نشان ہونڈو
 جگہ کے گردن تسلیم سر سجاں ہونڈو
 تم اپنی آنکھیں ذرا کھولو اور سناں ہونڈو
 اسی نشان سے پتا پاؤ اور نشان ہونڈو
 جو ہر جگہ پہ ہے حاضر اسے کہاں ہونڈو
 چمن چمن کی کر دیر بوستان ہونڈو
 قدم اٹھاؤ یہاں ہونڈو اور وہاں ہونڈو
 تمام دنیا میں گھر گھر مکان مکان ہونڈو

رولیت

کر و تلاش میں غفلت نہ ایک دم سرور
 تم اسکو ڈھونڈو سکو جتنا ہر زمان ہونڈو

مکھڑ

خوابوں دل سے کرے بندگی اگر بندہ
 نہ مال پلہ میں لے جائیگا نہ زر بندہ
 نہ بھولے حضرت مہولی کو لفظ بھر بندہ
 پھر لگا کس لیے دنیا میں در بدر بندہ
 کیوں اپنی اصل پہ کرتا نہیں نظر بندہ
 اگر لگا ایک ہی دو دن میں جب سفر بندہ
 خدا سے مانگے جو بندہ ان کے بندہ مانگتا ہے
 اگر سے اگر نہ زمین پر ہوا کے صدمہ سے

خدا کے بندوں میں ہو جائی نامور بندہ
 عزیز و دنیا سے جائیگا جب گذر بندہ
 خدا کی بندگی پر باندھ لے کر بندہ
 خدا کے در سے بھلا جائیگا کدھر بندہ
 مگر ہے آنکھوں سے معذور بے بصیر بندہ
 یہاں پہ بیٹھا ہے کیسے بنا کے گھر بندہ
 کہ ہے خدا ہی کے در کا خیر ہر بندہ
 آڑ سے باوج کرامت لگا کے پر بندہ

کرے نہ عجز تو پھر کیا کرے یہ بندہ زار بغیر مانگے بھی دیتا ہے وہ خدا کریم خدا کو چوڑکے ہوتا ہے بندہ لگا محتاج خدا کے سامنے پھیلائے ہاتھ حاجت کے سرانے دہر سے جلد لگا قافلہ سارا	ضعیف کتنا ہے عاجز ہے کس قدر بندہ ہمیشہ کرتا ہے کیوں اتنا شور و شر بندہ یہ کیسا عقل سے خالی ہے بخیر بندہ خدا کے روبرو جا کر جھکائے سر بندہ کوئی نہ آئیگا پھر اسکا نظر بندہ
--	---

رکھ ایسا بندہ دن سے خلق و محبت کے سرور
کہ تجھ کو یاد کرے بعد مرگ ہر بندہ

خدا یہ رکھتا ہے ہر صاحب یقین تکیہ فقیر مولیٰ کے خانہ بدوش رہتے ہیں وہ بیٹھ جاتے ہیں جس جا پہ پھر نہیں اٹھتے نہ فرش کی ضرورت نہ حاجت فالین نہ بالا خانہ کی خواہش نہ آرزو گھر کی عجب ہے صاحب حق کا بھر و سا باطل مکان عالم فانی ہے ایسا بے بنیاد نہ اپنے مال پہ رکھے تسلی صاحب مال پیادہ پھرتے ہیں وہ آج در بدر جو لوگ پکڑ کے تجھ کو اٹھاؤ نیلے جبکہ مسند سے نہوگا بندہ دن کا محتاج وار دنیا میں	کہ اُسکا حق کے سوا کوئی بھی نہیں تکیہ نہ اُنکا کوئی مکان ہے نہ ہر کہیں تکیہ وہیں مقام بنا لیتے ہیں وہیں تکیہ نہ جاتے ہیں وہ مسند نہ نازنین تکیہ کہ کافی اُنکے لیے ہے فقط زمین تکیہ غضب ہے دنیا پہ کر لے گراہل دین تکیہ کہ اُس پہ کر نہیں سکتا کوئی مکین تکیہ نہ اپنے حسن پہ باندھے کوئی حسین تکیہ لگا کے بیٹھتے تھے کل بشت زمین تکیہ سبب حال لگا کوئی اور جانشین تکیہ اگر خدا ہی پہ رکھے یہ کترین تکیہ
--	--

گذرنے والا زمانہ ہے عمر کا سپر
نہ کر کے بیٹھنا اے سرور خیزین تکیہ

ہمیشہ جسا رکھتا ہے خداوند جہان پروردہ	کوئی بدخواہ اُسکا کھول سکتا ہر کمان پروردہ
---------------------------------------	--

نہیں رکھتی کسی عاشق کا چشمِ خوشتان پر وہ
 جو بے پردہ لے پھر کیا ضرورت ہو وہاں پر وہ
 زمانہ میں نہیں رکھتا کسی کا آسمان پر وہ
 اگر ہے طالبِ دیدار کرنی لغو دردِ اسکو
 گنہ کرتا ہے کھل کھل کر اگرچہ بندہ عاصی
 جو جو خلق سے روشن ہے نورِ خالق اکبر
 بگڑ جائے نہ تیری آبرو اسے بندہ خاکی
 مصوٰر صاف آجائے نظر ہر ایک صورت کے
 اگرچہ اسکے ہیں پردہ سیاہ بھی عیانِ خجّو

کہ ہو جاتا ہے اس سے پردہ دل کا عیان پر وہ
 مہتاباں پہ ہے کیا فائدہ اسے مہربان پر وہ
 رخ گل پر بھلا کب ڈالتا ہے باغبان پر وہ
 پڑا رہتا ہی آنکھوں پر تیری جو ہر زمان پر وہ
 مگر شہرِ آسپر ڈالتے ہیں ہر زمان پر وہ
 مگر رکھتا ہوا اپنے جسم سے بھی مثالِ جان پر وہ
 نہ اٹھ جائے رخِ شرم و حیا سے ناگمان پر وہ
 اگر اٹھ جائے جو حامل ہے اسکے درمیان پر وہ
 یہی منظور اس پر وہ نشین کو ہر زمان پر وہ

چھپا رکھ اپنے دل میں سرورِ اسرار و حدت
 و گرنہ کھول دے گی ہول کر تیری زبان پر وہ

بنا اپنے سینہ کو روشنِ نگینہ
 نمد کا تصورِ فقط دل میں رکھ لے
 غنیمت سمجھ جب تلک زندگی ہے
 کیا کرتا ہے کسلے بن کے نادان
 کسی سے کدورت نہ لا اپر دل پر
 طمعِ مست بڑھا دار فانی میں آکر
 مبادا کہ زیر زمین چھوڑ جائے
 حقیقت میں فانی سرِ حجابان میں
 بہت اونچی منزل ہو قربِ خدا کی
 فقط قبایہ و کعبہ جان اپنے دل کو

کہ مانند آئینہ ہو صاف سینہ
 کہ سینہ بنے معرفت کا خزینہ
 کوئی دن کوئی سال کوئی مہینہ
 کمی بندگی میں یہ بندہ کمینہ
 کسی سے نہ رکھ بغضِ دل میں نہ کمینہ
 نہ رکھ جمعِ دولت کا گھر میں خزانہ
 یہ گنجینہ اور سیمِ وزر کا خزانہ
 فقط آنا جانا ہے اور مرنا جینا
 بنا اسکے چڑھنے کو عرفان کا زینہ
 اُسی کو سمجھ اپنا بلکہ مدینہ

و کیون غرق گرداب بحر فنا ہوا	بنائے جو حسن عمل کا سفینہ
رولیت	کبھی ذکر ہے دن کی روزی کا مسرور کبھی تجھ کو ہے فکر نان شبینہ
کسی جا نے دو عالی خاندان جاتے رہے جتنے آئے نامداران جان جاتے رہے اس حین سے اڑ گئے جتنے تھے مرغان حین آنے جانے کا ہمیشہ راستہ جاری رہا ہم بھی آئی تھے جہان سے پہلے خلقت آئی تھی حرص کے مارے عبت پھرتے رہے ہم جاڑ	جن کے ابے نیا سے ہیں نام و نشان جاڑ رہے چھوڑ کر اپنا وہ سب ملک مکان جاڑ رہے گر ٹپو ساری دخت و آستان جاتے رہے قافلے آتے رہے اور کاروان جاتے رہے ہم بھی ان جا ئنگے وہ پہلے جہان جاڑ رہے ساتھ قسمت لگے اپنی جان جاڑ رہے
مطلع	
اب کہاں وہ اپنے ہم مجلس جو ان جاڑ رہے روز دکھلاتے جو تھے چہرہ ہمیں مانند ماہ ٹھہرنے کوئی نہیں پاتا سر اسے دہرین	کل جو بیٹھے تھے دو آج اٹھ کر کہاں جاڑ رہے آہ کس گوشہ میں اب مہربان جاڑ رہے جو مسافر اس جگہ آئے وہاں جاتے رہے
ہو چکا مسرور سخن گوئی کا پورا خانہ	جب زبان آور صفت نکتہ دان جاڑ رہے
آدمی ہو کر اگر ہو جائے حیوان آدمی آدمی گرچہ ہزاروں آدمی کھلاتی ہیں آدمی کا ہر فرشتوں سے بھی اونچا مرتبہ جسم سے لیجا ئینگے فوراً فرشتے جان نکال مرکے ملے جب تک طریقت کا کر لے راستہ کیلیے اس رازق روزی سان کو بھول کے	خاک کا پتلا فقط ہے ایسا نادان آدمی آدمیت حسین ہو ہے اصل انسان آدمی فی الحقیقت تھا اسی عزت کی شایان آدمی دیکھتے رہ جا ئینگے لاکھوں نگہبان آدمی قرب حق تک کب پہنچ سکتا ہو آسان آدمی رزق کے خاطر بھرا کرتا ہے حیران آدمی

پہلے بھی یہ خاک تھا خاک ہر پھر ہو گناک انہی صلیبت سے فی لغو آجائے نشتر لاکھوں بچے ساتھ لیجا ئیگا انسان حسین آئے جائے جب تک دم آدمی ہو اسکا نام سر جھکاتے ہیں خدا کو دام و دوش و طیو ملکے کر بندوں سے حق کی بندگی شام و سحر	پھر بھلا ہے کون سی عزت پہ نازان آدمی ڈال کر دیکھے اگر سرور گریبان آدمی وقت رحلت سنیکڑوں کھائیگا اربان آدمی پھر نہیں کہنے کا اسکو کوئی انسان آدمی بندگی کرتے ہیں حق کی حور و علمان آدمی بن مسلمان تو نہیں تو بھی اک مسلمان آدمی
---	---

باندھ کر لیجا ئیگا کیا سر پہ اس انبار کو
جمع کیوں کرتا ہے سرور اتنی سامان آدمی

برانہ باقی رہیگا نہ اور بھلا باقی نہ اولیا رہے باقی نہ انبیا باقی یہاں جو آیا ہو چلے لگا چاروں ہر ہمیشہ رہتا ہو وہ زندہ خضر کی مانند نہ آدمی نہ فرشتہ نہ جن نہ وحش نہ طیر	جہاں فانی میں رہیگا خدا باقی بس ایک رہ گئی وہ ذات کبریا باقی نہ ایک باقی رہیگا نہ دوسرا باقی ہو جسکا نام زمانہ میں رہیگا باقی رہیگا عالم فانی میں انتہا باقی
---	--

مطلع

خدا کی آج ہی جتنی ہو کر ادا باقی حساب پاک کر ایسا حساب و النواک نہ باقی جتنے ہیں دم جائیگے گزربید ہر ایک بندہ سوا بپورا تصفیہ کر لو بحال سبھی افسوس دار فانی میں خدا سے پوری مراد میں طلب کہ ادا بھلائی ایسی بھلا بن کے گز زمانہ میں	کہ دنیے آئے نہ کل کو ذرا باقی کہ لینے دنیے کی ہو جاو صفا باقی پھر ایسے حال میں تجھسویں گی کیا باقی کہ رہ بجائے کسیکا کوئی کھلا باقی نہ یار باقی ہے اپنا نہ آشنا باقی کہ رہ بجائے کوئی تیرا مدعا باقی کہ تیرے بعد بھی رہ جاو وہ بھلا باقی
--	--

<p>جھکالے سجد میں جب تک ہے اپنا سر سرور ہلا لے کام میں جب تک ہیں دست و پابا باقی</p>	
<p>گذری کچھ تکلیف میں یا گذری اچھی زندگی مرگ کا اندیشہ پھر کیا رہ گیا باقی اسے مرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہو مرد و زرد و دل گشتہ تیغ محبت زندہ جاوید ہے رزق دلیگا آدمی کو کیا نہ وہ روزی سا رستیت ہو وہ رستیت جو کٹ جائے حق کی یاد عاشق جاننا زہر گز مرگ سے ڈرتا نہیں آجکل جو مر گیا اچھا ہوا غم سے چھٹا زندہ تار و زرقیامت اپنا رکھ دنیا میں نام بند و مقبول کھلائیگا حق کے روبرو</p>	<p>ہر طرح کٹ باقی ہو اس آدمی کی زندگی جسکی گزری طاعت مولیٰ میں پوری زندگی کچھ بھی کار آمد نہیں ہے اسکو اسکی زندگی کسکی ہے قسمت میں ایسی مرگ ایسی زندگی جسے اپنے فضل سے ہو اسکو بخشی زندگی باقی اسکی کالعدم ہستی ہو غانی زندگی بلکہ اسکو مرنے سے حاصل ہو دکنی زندگی گویا خالق سے دوبارہ آسمانی زندگی کاٹ لے زندہ دلی کو ساتھ اپنی زندگی بندگی میں گر گذر جائیگی تیری زندگی</p>
<p>سرور افسوس صد افسوس تیرے حال پر کھیل میں برباد کر دی تو نے ساری زندگی</p>	
<p>ہاتھ پھیلا لے رہو ہر دم دعا کیواسطے کس لیے رکھتا ہے خوش اور اقرار با کیواسطے عالم ایجاد میں آیا ہو تو اسے خاکسار خاکسار ہی ہے ہمیشہ سوتا بجاتی ہو خاک اپنے جانان کو لیے فی الفور کر دو حیا نثار</p>	<p>اور کھلی رکھو زبان حمد و ثنا کیواسطے سرسبز دے ڈال مال اپنا خدا کیواسطے بندگی و انکسار و التماس کے واسطے کیا مجرب ہے یہ نسخہ کیمیا کیواسطے ترک کر دل کی محبت و تر با کیواسطے</p>
<p>مطلع</p>	
<p>راضی رکھ خلقت کو خالق کی رضا کیواسطے</p>	<p>دوستی کر حق کے بندوں کے خدا کیواسطے</p>

غمر میں کیوں دنیا کی خاطر مبتلا ہوتا ہو تو	بے اجل مرتا ہو کیوں اس ہوفا کیواسطے
فکر کر بہر خدا آغاز میں انجسام کا	سوج کر لے ابتدا میں انتہا کیواسطے
درد و دل کے واسطے ایسا مہیسی کرتا ہے	ایک دم حبکا دوا ہوا ہوا کیواسطے
جائے دروازی پہ خلعت کو خدا کو چھو کر	کب مناسب ہے بھلا اس منہوا کیواسطے
ایک ہی گھڑی ہے اس سب سے الی کوئی	ایک در کافی ہے اس عاجز گدا کیواسطے

رات دن دنیا سے دون کے واسطے محنت کری
ہر یہ مشکل سرور بدست و پا کے واسطے

غیر کو چھوڑ اگر حق کی رضا چاہتا ہے	بھاگ بندوں سے اگر قرب چاہتا ہے
صاف کر سینہ اگر صدق و صفا چاہتا ہے	مل بھلے لوگوں سے گرا پنا بھلا چاہتا ہے
دولت اور مال سے گنجینہ بھرا چاہتا ہے	بند و ناچیز بھی کچھ چیز بنا چاہتا ہے
جو کوئی حضرت مولیٰ کو ملا چاہتا ہے	رہتا ان بندوں کی صحبت سے جدا چاہتا ہے
ہر کوئی دنیا کو بھندری میں بھنسا چاہتا ہے	بتلا دامن مصیبت میں ہوا چاہتا ہے
لذتیں و نیا کی لذت نہیں دیتیں اسکو	جو کوئی حق کی عبادت کا مزا چاہتا ہے
عمر کے گھر کی ہے بنیاد نکلنے والی	بس کسی روز میں یہ قصر گرا چاہتا ہے
عزم میں بندہ بیکار کے سارے بیکار	کام ہوتا ہے وہی جو کہ خدا چاہتا ہے
درد و دل عاشقِ بیدار کو کیوں کستا ہے	ایسے بیمار سے کیوں اپنی دوا چاہتا ہے
تو بھی کہلاتا ہے بند و غمین خدا کا بندہ	افتخار اس سے زیادہ بھلا کیا چاہتا ہے

جان لینے کو کھڑی موت ہے سرور سر پر
دمِ اخیر اپنا کوئی دم میں ہوا چاہتا ہے

سرافرازی بدرگاہِ انبیائے پائی ہے	بخاکِ عجز رکھا جسے سرگردن جھکانی ہے
نہ قائم تاجِ سرداری نہ تختِ باستانی ہے	خدا موجود ہے ہر وقت اور اسکی خدائی ہے

<p>بلکہ مال و دولت آج عزت جسے پائی ہے اخیر ان دوستان کج ادا کا کج ادائی ہے نہ موزور دولت پر کہ ہے یہ بال بیگانہ عجب نقاش ہے جسے ہزاروں نقش لکھتے ہیں زمانے پر خدا کے فضل کا بادل برستا ہے مصفا گر چہ صورت آج کل کے دوستوں کی ہے غرور اس بندہ ناچیز کا کیون بڑھتا جاتا ہے وہی پھینستا ہر قسمت جسکی بد ہو اس تعلق میں</p>	<p>عوض اعزاز کے آخر کو دولت ہی آٹھانی ہے ہر دو دن کی محبت چار دن کی آٹھانی ہے بھروسہ کرنے دنیا پر کہ یہ دولت پرانی ہے ہوا چھا وہ مصوّر جسے یہ صورت بنائی ہے برابر سر زمین پر یہ گھٹا رحمت کی مچائی ہے مگر باطن میں دیکھو تو محبت کی صفائی ہے کہ عجز اور خاکساری خاکساروں کی بڑائی ہے گرفتار اس میں ہوتا ہر شامت جسکی آئی ہے</p>
--	--

الہی نفس اور شیطان ستم سرور پہ کرتے ہیں
 وہابی ہے وہابی ہے وہابی ہے وہابی ہے

<p>نہ لکھ لکھی محبت سے عند لب ارجتے جی یہ جھگڑے دھنسنے میں کر ڈال ختم ہو ارجتے جی کسی سے بھی نہ رکھ مطلب بغیر ارجتے جی کیا کر کام اک دم بھی نہ ہو بیکار جتے جی حقیقت میں کڑی زنجیر زنجیر تعلق ہے دکھاتا ہے ہمیشہ راستہ از ان محبت کو بتوں سے ایسے مسلمان ترک کر رشتہ تعلق کا کوئی ملنے نہیں آئیگا بعد از مرگ جب تجھ کو مبادا مار دے تجھ کو مرض مملکت محبت کا</p>	<p>بھلا از خود کمان چھوڑ لی وہ گلزار جتے جی کبھی بڑھنے نہ دینا حق کی یہ تکرار جتے جی کیسا تمنہ نہ دیکھ اے طالب دینا جتے جی بخیریت گزار اپنے یہ دن دو چار جتے جی نہیں پاتا رہائی جس سے دنیا دار جتے جی بہت سی بازیاں یہ خرچ کج قرار جتے جی اتار اے مردِ ناحق گردن سے یہ زباں جتے جی کوئی دم نہ غنیمت صحبت دلدار جتے جی کچھ اسکا آپ کر لے چارہ ایسا جتے جی</p>
--	--

بہت کی جستجو اس دارنا پر سالین سرور نے
 ملا اسکو نہ کوئی محرم اسرار جتے جی

طمع کی کسی بیماری ہو بیماری
 ہوا کیا کرنا یہ بندہ زار
 اٹھا کر ساتھ کیا لیا لگا وہ
 نہ رہا لگا باقی فقر و فاقہ
 یہ سارے خود بخود ٹوٹ گئے ہونہ
 ہوا و حرص میں ناحق عزیز
 خدا دیتا ہے ہر فریاد کی داد
 اگر بندہ ہے تو بندہ خدا کا
 نکرستی خدا کی بندگی میں
 رہو شیر و شکر ہر نیک بندے
 کسی سے بھی ترش و ہو کر مست لول

کہ جاتی ہی نہیں ہے عساری
 کروڑی لکھتی یا صد ہزاری
 سفر کے وقت دولت اپنی ساری
 نہ تخت و ملک و تاج شہر ماری
 کہ ہر نازک بہت یہ رشتہ داری
 یہاں پھرتی ہے خلعت ماری
 خدا ہر ایک کی سناتا ہے زاری
 ادا کر سب حق خدمت گزاری
 نہوا لے ہو وفا خدمت کے عاری
 بخلق و خوبی و نیکو شعاری
 طبیعت رکھ نہ ہرگز اپنی کھاری

غزل ایک اور بھی لکھ ایسی مسرور
 کہ خوش ہو پڑھ کے جسکو خالق ساری

ہمیشہ کر جناب حق میں زاری
 عبث ہے بر خلاف حکم تقدیر
 جناب حق جو چاہے لگا کرے گا
 جو ہیں اہل غرض انکا نہ بن دوست
 نہ ہلکا ہو کسی کے گھر میں جا کر
 کیا کیا بیہوشی کا تو نے یہ کام
 چلی جاتی ہو خلافت سبط رح سے
 کر ایسا کام کار آمد کہ جس سے

کہ تیری آبرو ہے خاکساری
 یہ جھینپی تری اور بقراری
 وہی ہو گا تو ہو گا ملک ماری
 کہ لا حاصل ہے ان یار و ملی ماری
 کہ اپنی ہی جگہ تیرے بیماری
 کہ ساری عمر غفلت میں گذاری
 تری آجائگی اک روز باری
 ترے ہر فیض کا چشمہ ہو باری

<p>کہ درت دلی دہ و دھوڈا لہر تہن خزان حب ناگمان ہوگی نمودار کمان اسوقت بلبل اور کمان کل</p>	<p>ہو جن آنکھوں کی عادت اشکباری اڑیگی اس جن کی خاک ساری کجاستان کجا بادب ساری</p>
<p>جو درد دل سے ناداقت ہو مسرور وہ کیا جانے طریق جان نثاری</p>	
<p>رحلت اس دنیا سے دنیا دار جب کر جائیگے باندھ کر دنیا سے جب ہم اپنا بستر جائیگے جتنے اس دنیا میں آئے ہیں وہ آخر جائیگے حکم رہنے کا نہیں فانی سراے دہر میں ایکے ن سو و وطن چل دیگے ساری وطن فی الحقیقت جو کہ ہیں دروازہ حق کے فخر جمع کیا کر لئیگے آخر یہ حریفان جان خالی آیا تھا تو جس صورت کا خالی جائیگا کار بد سے خوف کھا جائیگے مردان خدا یہ حریفان جان و بندگان خاک زاو سخت پھٹا ئیگے دولت مند مرئیگے قریب دست خالی رو سیہ نادم سراپا شرمسار</p>	<p>سر پہ اور دن کے وہی بارالم دھر جائیگے لیکے اپنا رعل خود اپنے سر پہ جائیگے جتنے پیدا ہو چکے ہیں ایک ن مر جائیگے اس جگہ جتنے مسافر ہیں سفر کر جائیگے آخر الامر اپنے اپنے گھر پہ بے گھر جائیگے مانگتے کو غیر کے گھر پر وہ کیوں کر جائیگے مانگنے کو گھر وہ نادار گھر گھر جائیگے گھر دولت کی خزانے سیکڑوں بھر جائیگے جب کہ مچھلے انھیں یاد آئیگے در جائیگے باندھ کر پلے میں کیا دنیا سے تھم جائیگے جب یہاں سب چھوڑ کر گنجینہ زر جائیگے لیکے کیا ہم رو برو خالق کی مسرت جائیگے</p>
<p>مسدس</p>	
<p>نہ اولیا سے طلب کہ نہ انبیاء سے مانگ نہ مانگ یار سے مطلب آشنا سے مانگ</p>	<p>نہو فقیر کا طالب نہ بادشاہ سے مانگ نہ اپنے خویش سے مانگ نہ اقربا سے مانگ</p>
<p>مراد اپنی خداوند کبریاء سے مانگ</p>	

	جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	
تمام دنیا میں ذلت اٹھانے کے لیے لگا کین جو مانگے جائیگا جا کے کیا لگا		ہو اور جس کو زیادہ بڑھانے کے لیے لگا جہان میں آبرو اپنی گتوں کے لیے لگا
	مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	
خدا بغیر کسی پر نہ کچھ بھروسہ و سار اٹھانے کے ہاتھ بجز دنیا و دیدہ تر		پکار خالق اکبر کے در پہ شام و سحر جس کا کعبہ مقصود دین و دنیا سر
	مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	
کہ ان سے کچھ بھی نہیں رنج کے سوا حاصل جو ہنگامے آپ ہی محتاج اُن سے کیا حاصل		تجھے ہر مانگنا بندوان سے غرض لا حاصل نہ مطلب اُن سے ہے حاصل نہ حاصل
	مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	
نہ آس ٹکڑے کر ملنے کی ہر کسی در سے طلب کر اپنے مطالب خدا سے اگر سے		نہیں ہے خیر کی امید جب کسی گھر سے نہ ہے مدد کی توقع کسی برادر سے
	مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	
نہ کچھ آس سے فقط جو ریا کا بندہ ہے اگر تو صابر و شاکر خدا کا بندہ ہے		نہ بول آس سے جو ٹیڑھی ادا کا بندہ ہے بہانے سے جو جھوٹا ہوا کا بندہ ہے
	مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	

بصبر و شکر رہو دم بخود و فغان مت کر	کیسے رو برو راز نہان عیان مت کر
ذلیل اپنے کو پیش برادران مت کر	کیسے سامنے ماحبت کوئی بیان مت کر
مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ	
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ	
تمام دنیا میں لیتے ہیں جس سے سب مطلب	جسے پکارتے ہیں سب پڑیے حب مطلب
جو دے ہی صاحب مطلب کو مطلب مطلب	جو لوہو کو کرتا ہے طالب کے سبب مطلب
مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ	
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ	
طلب کر حق کی حقیقت کا راستہ حق سے	سوالی بن کے تو مانگ پناہ عاق سے
ہر ایک بات میں امداد لے سدا حق سے	ہر ایک کام کی خاطر کر التجا حق سے
مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ	
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ	
بھلا تو کس لیے غیروں کے در پر جاتا ہے	اور اپنی حالت اتر اُنھیں سنا تا ہے
یہ داغ اپنی شرافت کو کیوں لگاتا ہے	یہ بار سر پہ مذمت کا کیوں اٹھاتا ہے
مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ	
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ	
دعا میں دست تضرع بڑھا کر اسے سہرا	نہایت عجز سے کروں جھکا کر اسے سہرا
غریب بندوں کی صورت بنا کر اسے سہرا	خیال غیروں کا دوسرا اٹھا کر اسے سہرا
مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ	
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ	
محسن سر عزت مصنف	

باب کاغ زنگانی ہو کھلا دو چار دن	خانہ ہستی کی ہو قائم بنا دو چار دن
ہو بھر دسا اسکے استیقام کا دو چار دن	سکو ہے اس دار فانی میں لبنا دو چار دن
	بادشہ دو چار دن ہے اور گدا دو چار دن
ایک دن یہ بے وطن ہو وطن ہو بکر و ان	عرش پر یہ لامکان جا کر بنائیگی مکان
مخلص پائیگی قید بندگی سے بندگان	چھوٹ جائیگی دم آخر اسیران جہان
	رہ کے اس دام بلا میں مبتلا دو چار دن
کار فرمایاں عالم حاکمان معدلت	سروران ملک سروران عالی منزلت
سرفرازان جہان مستد نشین مکرمت	بادشاہان زمانہ والیان مملکت
	جائیگی سب نو بین اپنی بجا دو چار دن
یہ منافق یا بطل و دست کنکے دوست ہیں	کون سے وہ لوگ ہیں یہ لوگ خیر و دوست ہیں
فی الحقیقت حق کو دشمن ہیں جو انکو دوست ہیں	دوست اس دنیا کو سب دو چار دن کو دوست ہیں
	اور فتنہ ہیں آشنایہ آشنا دو چار دن
تھوڑی مدت کیو روشن ہو یہ روشن چراغ	ہو جھلکتا ایک دم کو لیے گل کا ایاغ
عند نسب زار کا کسیر ہے اب و بچا دماغ	سبز و دو چار دن کو واسطے یہ سبز باغ
	گلشن عالم کو ہے نشو و نما دو چار دن
عمر بھر کرتا رہا دنیا کو تو زیر و زبر	مغنیین کرتا رہا مرتا رہا شام و صبح
اب بھی غفلت چھوڑ کر خوف خدا کچھ دلیں کہ	عمر کے باقی جو ہیں دو چار دن اب بچ
	کیل میں کر دیا ضائع وہ بھی کیا دو چار دن
گاہ تو برنا بنا دنیا میں آکر گاہ پیر	گاہ مفلس نام پاپا گاہ کھلایا امیر
گاہ شکر ڈھونڈتا پھر تار ہا تھا گاہ شیر	چھوڑ دیا اب تو یہ فانی لذتیں وقت آخر
	ذوق و شوق حق سے کر حاصل مزا دو چار دن

جنگی خاطر جان پر لیتا ہو صبح و شام	رات دن خواب خور و آرام ہو تجھ پر حرام
یک قلم یہ لوگ تجھ کو بھول جائیگے تمام	تیری سمجھے کوئی لینے کا نہیں بھر ترانام
ہاں رہ گیا بانی کچھ کچھ تندر کر دو چار دن	
ہو محبت مال و دولت کی عبث پہچان لے	چار دن دنیا میں گزریں جس طرح گزراں لے
ہاں لے کنسا مرا ای مرد نادان مان لے	جان لے اس زندگانی میں غنیمت جان لے
جس طرح دو چار رتین گزریں یاد دو چار دن	
سب سے رکھ اپنا تعلق دوستانہ چند روز	خانہ دنیا میں رکھ آباد خانہ چند روز
زندگی حب تک رہے کھا آب و آذ چند روز	کٹ کر جس طرح کاٹ اپنا زمانہ چند روز
خیر سے گر لنگھ سکیں اپنے لگا دو چار دن	
بر خلاف حق قدم دھر آگے گر دھر سکتا ہو	کر اگر کچھ خالی کر سکتا ہو یا بھر سکتا ہے
مرگ کے آنے سے پہلے مرا گر مر سکتا ہے	عمر کے دن کر لے کچھ زیادہ اگر کر سکتا ہے
ہی ٹر چا سکتا اگر اُس پر ٹر چا دو چار دن	
اب تو نیند و نکی بدل صورت خدا کو واسطے	بندگی کر اور ٹر چا عزت خدا کے واسطے
پہلو ان بن ہارست بہت خدا کے واسطے	وقت ہی محنت کا کر محنت خدا کو واسطے
کام کر لے اب ہے موقع کما دو چار دن	
یہ عمارت غنتی صبح و شام ہے کس واسطے	ہو تا سر گرمی کے اس کا کام ہے کس واسطے
اس طرح کی بچگی اے خام ہے کس واسطے	سیکڑوں برسوں کا استحکام ہے کس واسطے
ہو قیام اس دار فانی میں ترا دو چار دن	
جب سے تو آیا ہو ناحق کی مصیبت میں ہا	مبتلا صبح و مسا خوار سی و ذلت میں ہا
غم میں دنیا کے رہا یا فکر دولت میں ہا	بیخبر تو ابتدا سے خواب غفلت رہا
اب تو ہو سبیدار وقت انتہا دو چار دن	

عمر جو غفلت میں گزری ہو گئی گزری ہوئی	تا قیامت پھر زمین ملنے کی وہ بھجکے کبھی
اب یہی بہتر ہے آئندہ کہ اپنے جیتے جی	کر نامت کچھ کام اسے سرور و خیر از بندگی
زندگی باقی اگر رکھے خدا و دیا ر دن	
مخمس بر غزل مصنف	
پہلے کب لوح و قلم ارض و سما موجود تھا	کب یہ خاک و آتش و آب ہو ا موجود تھا
کب کسیکا ابتدا و انتہا موجود تھا	جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا
پردہ دار پردہ وحدت خدا موجود تھا	
رہتا تھا خاک نامت پر جھکا جس دم قلم	سرسبز لکھنے سے تھا نا آشنا جس دم قلم
چل نہیں سکتا تھا کاغذ پر صفحا جس دم قلم	صفحہ ایجاد پر جاری نہ تھا جس دم قلم
سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا	
تھا کمان اول ملائک تور و غلمان کا طلو	کس جگہ تھا وحش و طیر و جن و انسان کا طلو
عالم امکان میں کب تھا جسم و در جان کا طلو	سب کے آنے کو یہاں پہلے تھا جانان کا طلو
دل نہ تھا موجود لیکن دلربا موجود تھا	
کیون نہ پایا اسکو جو خانہ نشین تھا اپنے گھر	کیون نہ پکڑا اسکو جو شہر گ سے تھا نزدیک تر
کیون چھپایا اسکو جو ہر جا پر سو تھا جلوہ گر	کیون نہ کی اس ماضی و ناظر انسان کے نظر
کیون نہ دیکھا اسکو جو ہر ایک جا موجود تھا	
حق کے ذوق و شوق سے بنو اٹھا میں لذتیں	پھر نہیں دنیا کی اسکو یاد آئیں لذتیں
لذتوں پر اسکو میں حق کے بڑھائیں لذتیں	ابتدا سے یاد حق سے جسے بائیں لذتیں
انتہا تک بزرگان اسکی مزا موجود تھا	
جب ملک سلطان با فرماندہ روز زمین	اور رہا اہل نکین کا حب ملک ماری نکین
انہی گوشت و مرہ پر ماحب تک گداگوں نشتر	جتنک انسانی مکان و نہر پر مایا انسان نکین

ہر گھڑی یک اجل سر پر کھڑا موجود تھا	
ہوگا کیا گربادشہ کھلائیگا اسے بخیر	ملک دولت پر تسلط پائیگا اسے بخیر
شان و شوکت چاروں کھلائیگا اسے بخیر	ساتھ کیا لیا لیا گیا جب جائیگا اسے بخیر
آیا تھا جس وقت تیرے پاس کیا موجود تھا	
کیون نہ پوچھا راز پنهان تو نے انرا آپ	کیون نہ دیکھا رویہ جان تو نے اپنے آپ
کیون نہ ڈھونڈا نور عرفان تو نے اپنے آپ	کیون نہ پایا فیض نردان تو نے اپنے آپ
تیرے خود گھر میں یہ گنج لیے بہا موجود تھا	
خالق سے کس واسطے چھپتا پھر اشام و لگا	دیکھنے والے سے کر لی بند کیون تو نے لگا
بٹھکر پر وہ میں کیون کرتا رہا نامر سیاہ	چھپ کے ایڑی عاصی کیے کس واسطے تو نے گناہ
جب خدا تیرے مقابل دکھتا موجود تھا	
ہے شکایت ناروا اس عالم ایسا دین	جو کہ ہونا تھا ہوا اس عالم ایسا دین
بن چکا جو بننا تھا اس عالم ایسا دین	آدمی کو مل گیا اس عالم ایسا دین
پہلے جو مقصوم میں اس کے لکھا موجود تھا	
فی الحقیقت تھکے بے عزت یہی کرتا رہا	اہل عزت میں تری دولت یہی کرتا رہا
رات دن ضائع تری دولت یہی کرتا رہا	روز چھپ چھپ کر تجھے غارت یہی کرتا رہا
چور جو گھر میں ترے سرور چھپا موجود تھا	
محسن برسنل مصنف	
نہ چھوڑا تھ سے اسے مردہقی تسبیح	بنالے ذکر کی تسبیح و امی تسبیح
زبان سے بول خدا کی گھڑی گھڑی تسبیح	پکار خالق اکبر کے نام کی تسبیح
کہ سن لین عرش یہ سبوح جان تری تسبیح	
ہر ایک دانہ پہلے نام کر دو کار دہام	شمار چکا ہو پڑھنے میں مشیما دہام

خدا کا ذکر سمجھ اپنا دوستدار مدام	جناب باری کو گریا بار بار مدام
پکڑ کے ہاتھ میں سرن کبھی کبھی تسبیح	
ہے اصل حب کہ محبت محبت ہواں	ہے سب سے اچھی اطاعت اطاعت ہواں
رکھ اپنے دل کا تعلق بالفت مولا	دم اخیر ملک کر عبادت مولا
سمجھ لے زندگی میں اپنی زندگی تسبیح	
گمان سے نکلے ملک یقین پہنچ جائے	فرشتہ بن کے بچرخ برین پہنچ جائے
یہ بندہ جس جگہ چاہے وہیں پہنچ جائے	فرشتہ بن کے بچرخ برین پہنچ جائے
پڑھے زمین پہ اگر کوئی آدمی تسبیح	
خدا نے دیدہ بنایا ہے گرتھے بختا	کیا ہے تجھ کو بانوار معرفت بنیا
پڑا جو مصحف خاطر پہ ہے اٹھا پرو	پڑھ اپنے سینہ سے سبحان بنی الا علی
کہ ہے یہ صفو دل پر لکھی ہوئی تسبیح	
نکال منہ سے بجز ذکر حق نہ کوئی بات	رکھ اپنے دل میں بیام و سحر تصور ذات
گزار حق کی عبادت کو شغل میں نہ آت	کبھی زبان سے نفی بول اور کبھی اثبات
کبھی پکار تو تملیل اور کبھی تسبیح	
ہو ذوق و شوق الہی میں سب جہان	خدا کی بندگی کر کے ہیں سارے مار و بور
ہو دل سے اسکی اطاعت ہر ایک کو منظور	خدا کی یاد میں ہیں نام و دو و خوش و طور
اُسی کی رکھتے ہیں درد زبان بھی تسبیح	
سما سے تا بسما کرتے ہیں خدا کا ذکر	زمین سے تا فلک کرتے ہیں خدا کا ذکر
فلک سے عرش تلک کرتے ہیں خدا کا ذکر	فلک پہ سارے ملک کرتے ہیں خدا کا ذکر
زمین پہ پڑھتا ہے ہر ایک آدمی تسبیح	
نہ رکھ تو فکر نہ اندیشہ شاد و کام رہو	خدا کے نام کا کرو رو مسکن نام رہو

خدا کے کام پر حاضر علی الدوام رہو	خدا کے ذکر میں مشغول صبح و شام رہو
کرا کے نام کی ہر وقت ہر گھڑی تسبیح	
توسیع بنے کی خاطر سنا نہ سجادہ	ریا کے واسطے اتنا بڑا حانہ سجادہ
ہوا و حرص کا سر پر اٹھانہ سجادہ	غریب و مکر کا ہر گز بھجانہ سجادہ
نہ باندھ لوگوں کے دکھالے کو بڑی تسبیح	
اے سیکو مرد ریا کار بن کے مت دکھلا	جبین عجز بنجاک نیاز رکھ اپنا
ہر ایک طرح سے کر لے عبادت مولے	ہزار دانہ کی تسبیح کی ضرورت کیا
بنائے انگلیوں کی وقت بند کی تسبیح	
زبان شکل قلم رکھ ہمیشہ تر مسرور	جھکالے لکھنے میں مانند خامہ مسرور
رقم کراپنا یہ نامہ باب زر مسرور	بیلک نظم پر دلے نئے گھر مسرور
بنالے موتیوں کی حمد ایزدی تسبیح	
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ	
ابر گوہر بار ہی ہو وقت گریبان آجکل	گل میں بے موسم بیانغ ہر خندان آجکل
حالتیں برعکس میں ساری نمایان آجکل	ٹپڑھے چکر کھاتا ہے گردون گردان آجکل
چالین سب چلتا ہی آئی دور و دوران آجکل	
جامہ ماتم ہے پنا عند لب زار نے	بند کر رکھی ہیں آنکھیں زکس مبار نے
آب و تاب سے گل کر لی ہو حال غار نے	آجکل نقشہ نہ بدلا ہے اس گلزار نے
ہے نزلے ڈھنگ پر رنگ گلستان آجکل	
گردن میں ہن سر فرازان جہان کی آجست	فاقہ مستی کے نشہ میں پھر تو میں ہشیارست
خواری و زولت میں ہن خود ساری حق پرست	کوئی مفلس ہے کوئی محتاج کوئی تنگدست
کیا شریفان جہان پھرتے ہیں حیران آجکل	

ہنگے مردان دلاور حسرت و ارمان میں	زندہ دل سب کا تھوہن زندگی زندان میں
رستم جنگی ہن تھنگے آجکل میدان میں	آجکل موتی لٹکتے ہن گدھونکے کان میں
ہن بچارے آدمی سرور گریبان آج کل	
صاحب دولت جو تھے اب ہن غلام کمر میں	پوچھے جو جاتے تھے اُنکو پوچھتا کوئی نہیں
مانگتے ہن در بدر دنیا کی خاطر ازل میں	آجکل ہن مسند دولت پر حیوان جاہلین
وحشی نیکر پھرتے ہن دارہ انسان آجکل	
ہن جوشاگردان شیطاں دلیا کھلاؤ میں	روسیا ہان جہان سینہ صفا کھلاؤ میں
تیرہ باطن لوگ مردان خدا کھلاؤ میں	رہنماں راہ مولیٰ رہنا کھلاؤ میں
چور ہن گنج سلامت پر نگہبان آج کل	
ابے اس کا رگاہ دہر میں ہوتی میں کام	تازہ نقشے لکھنے جاتی میں بیان ہر صبح و شام
صور میں اپنی بدل مٹھی ہر خلقت خاص و عام	جا بجا شکلیں نئی دکھلائی دیتی میں تمام
تازہ آتے ہن نظر دنیا میں سامان آج کل	
آج کل عاجز شرفیون پر مصیبت کے کمال	اپنا اندیشے سوا فروں ہر اُنھیں رنج عیال
شب کو زندان الم ہر دن کو زنجیر ملال	ہن بہر حالت وہ اپنا حال سے برگشتہ حال
کس قدر اترے حال دردندان آج کل	
چاہتا بندوں کے ہو وہ بندہ پر در بندگی	مرتبہ ہو سب کے اعلیٰ سب کے برتر بندگی
بندہ ناچیز کو ہے سب سے بہتر بندگی	بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی
وقت ہوا بوقت فرصت کامری جان آجکل	
بندگان بارگاہ حق میں روشن نام کر	نوش خالق کی محبت کا ہمیشہ جام کر
بندہ نیکر بندگی کا کام صبح و شام کر	آجکل کا وقت کار آمد ہے تیرے کام کر
دن کمائی کے فقط ہن مرد نادان آج کل	

کام دیا ہوا بھی تیرا یہ جسم نیم جان	دست پالتے ہیں اور قایم ہیں بند استخوان
کان سنتے دیکھتی آنکھیں میں اور گویا زبان	بندگی کرتا نہیں کس واسطے اسے ناتوان
ہینگے سب موجود جس حالت میں سامان آجکل	
بن گیا ہر قطرہ ناچیز دریا شکر ہے	اڑ کے پہونچا چرخ چارم پر یہ وزرا شکر ہے
پائیہ عزت ہے اس عاجز نے پایا شکر ہے	سرور ناخواندہ و کم گو خدا کا شکر ہے
مستراہل سخن میں ہے ستمدان آجکل	
محسن بر غزل مصنف	
رکھو جاری ذکر باری اپنے منہ سے بار بار	بر در مسجد رہو قائم کھڑے دیوار دار
پاؤ اس دُور سے یہ دربار خدا ہر بار بار	بندگی کے واسطے سب مل کے بیٹھو بار بار
ہر حکم یک یک دو تین تین اور چار چار	
ہر ترا وقت اخیر انجم کا اب وقت ہے	ساری وقتوں سے فقط آرام کا اب وقت ہے
موقع کس محنت کا اب کس کام کا اب وقت ہے	عمر گزری کٹ چکا دن شام کا اب وقت ہے
کر سیکھا کیا بھلا اس وقت اسے بیکار کا	
خشک ہو جائیگا ہر نخل رطب وقت خزان	جانور اس باغ کو چپ ہو نگر سب وقت خزان
ہو کے خوشدل قمریان بولنیکی کس وقت خزان	گل نہ آئیگا نظر گلشن میں جب وقت خزان
عند لب زرار و نیلی نہ کیونکر زرار	
چھوڑاں کی دوستی کر سار نور و دنیا کو دست	اپنی دل سے دفع کر سب نیک بد دنیا کو دست
کام آؤ کے نہیں اے بے بخت دنیا کے دوست	دی نہیں سکتے ہیں کچھ تھیکو بد دنیا کو دست
بن نہیں سکتے ہیں دشمن دوست اور غیار بار	
دوستی دنیا میں حاصل کہ حق تھیکو ملے	پاک کر ہر دشمنی سے دل کہ حق تھیکو ملے
دھونجا ست سے اب گل کہ حق تھیکو ملے	بے تعصب ہر کسی سے مل کہ حق تھیکو ملے

جس طرح ملتے ہیں باہم دوست دوست دریا پار	
نغمے سن سب تین میں جا کر عند لب زار کے	آنکھیں کھول اور دیکھ جلوے گلشن سجاد کے
مت لگا ہاتھ انکو کر حاصل مری و مدار کے	سیر کر اور دور سے گل دیکھ اس گلزار کے
پر بنا اپنی گلے کا انکو مست زینہ زار ہار	
سب لگ ہونگے زن و فرزند بعد از چند روز	ڈھیلے ہو جائینگے یہ دل بند بعد از چند روز
آخر ش کھل جائینگے یہ بند بعد از چند روز	ڈھیلے ہو جائینگے یہ پوند بعد از چند روز
رشتہ سب نیا کی ہو جائینگے آخر تار تار	
دشمن جان ہے یہ شیطان لعین بد انصرام	روکتا ہو تجھ کو تیری حق کے رستہ سے مدام
اسکے پھندے میں آنا توڑ دینا اسکا دام	نفس کافر سے بہادر بن کے لینا انتقام
اس بہ خود کرنا پکڑ کر ہاتھ میں تلو اور دار	
مسند عز و شرافت سے اٹھالیکا تجھے	اپنا بندہ حق سے چھڑوا کر نبالیکا تجھے
اثر وہاں نہر فضا اک دم میں کھالیکا تجھے	ایک دن یہ سانپ نہ کر مار ڈالیکا تجھے
نفس امارہ کیا کرتا ہے ہر دم مار مار	
ہو ترقی یا تنزل روزگار و ہر میں	نیک خوابد کوئی رہتا ہو وار و ہر میں
خار ہو یا گل ہو پیدا نور بہار و ہر میں	موسم گل یا خزان ہو لالہ زار و ہر میں
دل کو ایسے انشلا بونج نہ رکھنا خار خال	
کرتا ہو دنیا یہ کیوں مائل تو اپنے آپ کو	ایسا کیوں لکھتا ہو بجایاصل تو اپنی آپ کو
کس لیے کرتا ہو خود گھائل تو اپنے آپ کو	سخت بیماری ہو درد دل تو اپنے آپ کو
بن کے نابہر ہر مست اسے سرور بہار مار	
مختس بر غزل مصنف	
سو بخش حق کے نام یہ سرور بہار بخش	بخشش کے وقت مال کو مست کر شمار بخش

مال اپنا دل کو کھول کے اے مالدار بخش	جو ایک دُطلب کرے تو اُسکو چار بخش
جتنک ترا خزانہ پہ ہے امتیاز بخش	
حق نے کیا ہے تجھکو اگر اہل منزلت	اور رکھ دیا ہے سر پہ ترے تاج مکرمت
سائل کو اپنے پاس سے محروم نہ ہو مرت	کر لطف عاجزون پہ فقیر و ن پہ رحمت
مال و گھر مفلس و بیروزگار بخش	
دنیا میں ہونا چاہتا ہے سرخ روالگر	مطلوب عاقبت میں بھی ہے ابر و اگر
بخشش کی کچھ ہے دل میں ترے آزادگر	امید و ارمغرت ہے حق ہے تو اگر
تو بھی گناہ بندہ فقیر و ارب بخش	
بندون پہ پورا فضل خدا ہوگا حشر کو	سب کو بہشت حق سے عطا ہوگا حشر کو
سب دور دور رخ و بلا ہوگا حشر کو	لا تقطوا کا وعدہ وفا ہوگا حشر کو
سارے گناہ دیکادہ پروردگار بخش	
کرتا ہے اپنا نامہ اعمال خود سیاہ	بھولا ہوا یہ آدمی گمراہ خواہ مخواہ
پر کس قدر ہے مرحمت حضرت آلہ	ہر بار بندہ کرتا ہے جو بھول کر گناہ
باری تعالیٰ دیتا ہے وہ بار بار بخش	
اندازہ ماروا ہو سخاوت کے کام میں	تعداد کب بجا ہے سخاوت کے کام میں
دنیا ہی مدعا ہے سخاوت کے کام میں	گنتی ضرور کیا ہے سخاوت کے کام میں
جو بخشتا ہے مال سے تو بیشمار بخش	
غافل نہ رہ زمانہ میں ہر وقت کام کر	ہر دم گناہ کرنے سے رکھ دل کو تھام کر
اپنی رہائی کے لیے کچھ انتظام کر	تو بہ ہر ایک جرم سے ہر صبح و شام کر
تا دیوین تجھکو خالق لیل و نہار بخش	
لیل و نہار جن پہ تو کرتا ہے بیان شمار	رہتا ہے روز جن کی محبت میں بقرار

ہر نیکے دیکھنے کا بہر حال انتظار	تیری مدد کرینگے یہاں کیا یہ دوستدار
کیا عاقبت میں دینگے یہ دنیا کو بخشش	
مست رکھ کیسے عشق میں پامال اپنا دل	اپنے لیے بنالے نہ جنجال اپنا دل
دلبر کو اپنے مانگے تو دے ڈال اپنا دل	کروے خدا اسی پہ بہر حال اپنا دل
جانان کو اپنے جان بھی اسی جان نثار بخش	
یارب غریب بندہ نادان پہ رحم کر	ہر آدمی پہ فضل ہر انسان پہ رحم کر
ان بکیوں کے دیدہ گریان پہ رحم کر	ان عاجزوں کے حال پریشان پہ رحم کر
یارب گناہ مہر و راہید و ارجش	
ترکیب بند	
بندہ حق بندگی کا کام کر	نیک ہو جس کام کا انجام کر
عجز سے ہر رات دن گردن جھکا	سجدہ اخلاص صبح و شام کر
پی شراب عشق ربانی مدام	نوش الفت کا ہمیشہ جام کر
آدمی ہے تو اگر وحشی نہ بن	آدمیت اپنی مت بدنام کر
ہر گنہ سے روک اپنے آپ کو	دل کو رکھ دنیا سے دور بچھا کر
حق پرستی میں بہت مضبوط ہاؤ	بندگی میں اپنا استحکام کر
اپنا رکھ خلق خدا سے خلق نیک	نیک نہ بنو دن میں و شب نام کر
مست رہو دنیا میں حق کا قرضدار	اپنے ذمہ سے ادا یہ دام کر
طاعت خالق میں اپنے جسم پر	رات اور دن کا حرام آرام کر
کام کے دن جب گزرتے جاؤ ہیں	کچھ تو فکر گردش آیام کر
رکھ نہ اس دنیا پہ امید وفا	دور خاطر سے خیال خام کر
بن مجروح سب تعلق چھوڑ کے	

	ہوا کیلے سارے رشتے توڑ کے	
	<p>اے بشر تیرا معین تھا مکان نام کیا تھا کیا پتہ اور کیا نشان آگ تھا یا باد یا آب روان یا شکل ابر تھا گوہر فشان اُڑتا پھرتا تھا باوج آسمان غند لیب زار تھا یا باغبان کبک تھا یا بلبل فریاد خوان یا زمین یا گردش و در زمان پانی کا قطرہ تھا یا بحر روان غم من تھا اندوہ گین یا نادمان تیس کے واقع تھا خدای دو جهان</p>	<p>پہلے اس ہستی کی ہستی تھی کہاں کون تھی صورت تری اظہار کی تھا کہیں تو خاک یا گرد و غبار برق کی مانند آتش بار تھا تیرا مسکن تھا زمین پر یا کہیں خار تھا یا گل تھا یا سرو چمن بن کے قمری یا کیا کرتا تھا شور عرش یا کرسی تھا یا لوح و قلم خاک کہ ذرہ تھا تو یا آفتاب نور تھا یا سایہ بے نور تھا الغرض سب کچھ تھا اور کچھ نہیں تھا</p>
	<p>اب بھی اسی خاکی تو اصل اپنا نہ بھول چار دن کی بات پر اتنا نہ بھول</p>	
	<p>اور سفر دنیا سے کر جائیگا تو روبرو لوگوں کے مر جائیگا تو پشت سے اُسکی اُتر جائیگا تو خوشدلی سے اپنے گھر جائیگا تو کر کے طے اپنا سفر جائیگا تو اے کہیں آخر جدھر جائیگا تو بار سر پر پاندھ کر جائیگا تو</p>	<p>کوئی دن میں جب گزر جائیگا تو دیدہ عالم سے ہو گا نا پدید یہ جو ہر مٹی کا گھوڑا دوڑتا ہو گی گردل میں تر و محب وطن آیا تھا تو جس جگہ سے بس وہیں ہے مکان لا مکان تیرا مکان سخت مشکل ہو گی گرا سے بردبار</p>

	<p>ساتھ اپنے کچھ نہیں لیا بایگا بھول جائیگے تجھے جتنے ہیں دوست وصل ہو جائیگا حق کی ذات حق جمع کر لے وقت ہر عرفان کا گنج</p>	<p>چھوڑ کر یہ سبم دزر جائیگا تو دل سے لوگوں کے اتر جائیگا تو جتنا بگڑا ہے سنو ر جائیگا تو لیکے کیا اسے بے ہنر جائیگا تو</p>
	<p>تیرے چل دینے کا جب وقت آئیگا ایک ساعت بھی نہ مہلت پائیگا</p>	
	<p>وقت پر عامی ترا ہوئیگا کون تیری اس کشتی کا اس گرداب میں کون غمخواری کر لیا وقت غم جس جگہ پر تو ہے اٹھتا بیٹھتا بارکش اس تیرے سنگین بار کا دیدہ حیرت سے تیری خاک کو آج کل جس گھر میں تو آباد ہے جب چلا جائیگا تو پھر کیا خبر کون دو لہند ہو گا کون شاہ کون بن جائیگا بدکار و نین بد دیکھیے مہنام تیرے نام کا</p>	<p>یار کون اور آشنا ہوئیگا کون نا خدا غیر از خدا ہوئیگا کون چارہ گر اس درد کا ہوئیگا کون کون بیٹھ گیا کھڑا ہوئیگا کون دوسرا تیرے سوا ہوئیگا کون دیکھیں آس دن دیکھتا ہوئیگا کون تیرے بعد اس میں بسا ہوئیگا کون کون آیا اور گیا ہوئیگا کون کون مفلس اور گدا ہوئیگا کون نیک بند و نین بد ہوئیگا کون پھر جہان میں دوسرا ہوئیگا کون</p>
	<p>کہ پھر تیرا نشان مل جائیگا دولت و ملک و مکان مل جائیگا</p>	
	<p>فی الحقیقت تو ہے تپا خاک کا خاکساری سے فقط رکھ اپنا کام</p>	<p>جسم ہے تیرا سراپا خاک کا جس سے بن جاتا ہر سونا خاک کا</p>

<p>عش پر ہر کیون ترا ایسا دماغ من گیا ہر آگ نادان کس لیے گر میر ہو بہن اسے خاکسار خاک تھا پہلے بھی اس سستی سے سنگون رہتا ہو حسیر آسمان ہے ظہور نور حق جس سے مدام ہو مگر تھوڑے دنوں کے واسطے بے ٹھکانے ہو گا آخر ایک وز</p>	<p>ڈرہ کیون اڑتا ہو آسا خاک کا اصل کیون بھولا ہو اپنا خاک کا اس بدن خاکی پہ جوڑا خاک کا پھر بھی ہو جائیگا تو دوا خاک کا مرتبہ ہے سب سے اوں خاک کا دیکھ یہ پتلا ہے کیسا خاک کا ہو رہا ہے جو تماشا خاک کا جس قدر ہے اب ٹھکانا خاک کا</p>
<p>ایسی اندھیری اچانک آسگی خاک کو تیری اڑائیں آسگی</p>	
<p>ہے غرور اسے نوجوان کس بات پر استدر اٹھتا ہو مار ہو خوش کے کیسی ہے تفریر کیسی گفت گہ جبکہ جانے کے لیے آیا ہے تو دار فانی میں آمیز زندگی بے نشانی جبکہ ہے اپنا مال جبکہ گھریز زمین ہو گا ترا کرتا ہے اہل بلبیل تصویر تو چند روزہ یہ تری گلزار ہے دن تری چلنے کے آئے ہیں قریب کس طرح جائیگا حق کے روبرو</p>	<p>حق کو بھولے ہو میان کس بات پر مغز سے تیرے دھوان کس بات پر اتنی کھولی ہے زبان کس بات پر پھر یہ تکیہ اور مکان کس بات پر جھوٹی یہ وہم و گمان کس بات پر اتنے یہ نام و نشان کس بات پر پھر خیال آسمان کس بات پر استدر شور و فغان کس بات پر ہو بھروسہ با عیان کس بات پر پانوں پھیلائے ہیں یاں کس بات پر نہ نہ دکھائیگا وہاں کس بات پر</p>

ابتدا میں سوچ لے انجام کر
وقت پر ہو گا وگرنہ شرمسار

بے عبادت قرب ملتا ہو کہیں
مثل گرد و ن ہو گا تو گردن بلند
لکھے گرسینے پہ نقش کردگار
غیر کی الفت میں حق کو نہ کر لے
سر جھکا اے سرور ملک جہان
سرخ روئی گر تجھے مطلوب ہے
باتجہ پھیلا اپنے حق کے روبرو
دوستان حق سے کر لے دوستی
دوست اور دشمن سے رکھ اپنا پایا
صانع اکبر کی صنعت دیکھ لے
چھوڑنے کی چیز ہے دنیا کا مال
یہ نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں
عجز سے رکھیں گار سر بر زمین
روشنی پاؤ ترے دل نکالیں
کس طرح حاصل ہو اس دنیا سودین
تا تھکے تیری طرف چرخ برین
خاک سے آلودہ رکھ اپنا جبین
غیر سے کوتاہ کر لے آستین
چھوڑ کر کبر و غرور و بغض و کین
نیک و بد کو کر لے اپنا ہمنشین
صفوحہ عالم پر چشم دوہین
اسکی خاطر دل نہ رکھ اپنا خزین

کل کو جو چھوڑ لگا فوراً چھوڑ دے
آج ہی جوڑا سکا دل سے توڑ دے

بلوہ حق جا بجا ہے دیکھ لے
ہر جگہ اس کا تب قدرت کا نقش
دل کی آنکھیں کھول لے اہل نظر
ڈھنگ کیا ہے عالم اسباب کا
پست ہر کس کس کا ہستی میں بھان
بوستان دہر میں اے عندلیب
حاضر و ناظر خدا ہے دیکھ لے
لوح عالم پر لکھا ہے دیکھ لے
کیا تماشا ہو رہا ہے دیکھ لے
زنگ س گلشن کا کیا ہو دیکھ لے
اوپنی کس کس کی بنا ہو دیکھ لے
کیسا کیسا گل کھلا ہو دیکھ لے

سب کی خاطر آنے اور جانے کا ظاہر و باطن کو چشم غور سے پانی کا قطرہ ہے سب کی ابتدا دیکھنے والا ترے اعمال کو کوئی دن میں آنکھیں ہو جائیں گی	دار و دنیا میں کھلا ہے دیکھ لے گر تر اسینہ صفا ہے دیکھ لے خاک آخرا نہتا ہے دیکھ لے چھپ کے ہر دم دیکھتا ہے دیکھ لے آج کل جو دیکھتا ہے دیکھ لے
--	--

دیدہ مردم سے جب چپ چپ جائیگا
پھر تو کس کے دیکھنے کو آئے گا

دیکھ کیا دنیا کی رنگیں ہے بہار حق نے پیدا کی ہے مانند بہشت برسا کرتا ہے ہمیشہ رات دن گلرخان دہر اس گلزار میں بادشہ ہے تخت گلرنگی پہ گل پھولتا ہے اس چمن میں تازہ پھول گاہ بیرونق خزان سے باغ ہے جا بجا خندان کبھی گلزار ہے لیکے پیالہ ہے کسین لالہ کھڑا مجمع گل ہے کبھی اس باغ میں سیر کر اس باغ کی شام و سحر	ہے شگفتہ جس سے کھر کھر لالہ اس چمن کی خاک ساری آبدار اس پر ابر رحمت پروردگار جاتے آتے ہیں ہمیشہ بار بار بلبلین ہیں خادمان جان نثار ہر گھڑی شام و سحر لعل و نہار مثل بو اڑتا ہے گلشن کا غبار اور کبھی ابر بہاری اشکبار ہو کسین زرگس کی آنکھوں میں خار اور کسین پھیلا ہوا دامان خا باندہ دل مست اس سے لیکر نہ نیا
---	---

کیونکہ یہ گلشن ہے اور گل چند روز

نغمہ زن ہے اس میں بلبل چند روز

سرزمین پر جلوہ شام و سحر

کب تلک آخر رہیگا جلوہ گر

کب تلک گردش میں ہوگا آسمان
خانہ عالم میں یہ فرش زمین
ہوگا پیداکب تلک پھر سے لعل
کب تلک ہوگی برق آتش نشان
تخت پر بیٹھیکے کب تک بادشاہ
پھولتے کب تک رہیں گے ایسے پھول
داب کر رکھیں گے کب تک لدار
کب تلک باقی رہیں گے آنسو لوگ
ہو رہا ہے جو تماشہ روبرو
بادرختے شجر میں آج کل

کب تلک ہوگا پیرائیکے شمش و قمر
ہوگا کب تلک مسکن جن و بشر
کب تلک بھلے گا دریا سے گھر
پانی برساتیگا کب تلک برتر
کب تلک سائل پھر نیگے در بدر
کب تلک لائیگا یہستانِ ثمر
گنج مال و گنج سیم و گنج زر
دار فانی کو بنا کر اپنا گھر
دیکھیں گے کب تلک سے اہل نظر
مرگ کا کب تلک نہ کھائیں گے تر

نقشہ یہ آخر کھینچا کب تلک

کھینچے پھر قاسم رہیگا کب تلک

دولت دنیا کی پر دست کرو
تم سے آخر کار جو چین جائیگی
مرے دم تک بھی توجہ سودی غیر
عمر و دولت بے سہارا چیز ہے
خاکساری کے بغیر اے بندگان
ہووے آخر جس سے ناکامی نصیب
رشتہ الفت خدا سے باندھ لو
واقفِ حقیقت کے بغیر
اپنے حقائق پر فہم کیا کرو

سامنے آئے تو دیکھا مت کرو
ایسی دولت پر بھروسہ مت کرو
مت کرو اسی میرے موافق مت کرو
دوستوں اسکی تنہا مت کرو
خزا و عزت کا دعویٰ مت کرو
ابتدا میں کام ایسا مت کرو
دل میں جب غیر رکھا مت کرو
راز اپنے دل کا افشا مت کرو
خلق سے ہرگز تو لا مت کرو

اپنے حق سے دولت دین ننگ ہو	مال دنیا کا پیر امت کر و
خود قدم رکھنا نہو جس راہ پر	رستہ اس رستے کا پوچھا مت کر و
یار و سرور کی نصیحت مان لو	
جان لو دنیا کو اور چپان لو	

تاریخ طبع از منشی غلام حیدر رضا حیدر کہ مطبوعہ سابق مٹی اور اب مطبع ہذا
صحیح صاحب نے اس کو درست کر دیا چنانچہ بطبع سال حال سن میں نکلتی ہیں

کیسی خوش خطی سے ہے لکھی گئی	یہ کتاب بے بدل حمد ایزدی
کیا یہ دیوان لائق تعریف ہے	سرور لاہور کی تصنیف ہے
کیسا یہ دیوان ہو دیوان لا جواب	کیسی اچھی ہے یہ لاثانی کتاب
ہو یہ دیوان داروئے درماندگان	ہے یہ دیوان حرر جان عاشقان
کستہ راس کے مضامین تیز بین	کیسے شور انگیز و درد آمیز ہیں
اس کو جب پڑھتے ہیں مردان خدا	پورا پالینے میں اپنا مدعا
حق کا طالب اسکی رکھتا ہے طلب	و مہدم ساعت بساعت روز و شب
معرفت کا جسکے دلیں ذوق ہے	اسکے پڑھنے کا اُسی کو شوق ہی
وقت تنہائی یہ دیوان یار ہے	حالت غم میں ہی غمخوار ہے
چھوٹا سا دیوان ہے یہ لکھا گیا	پر بڑا ہی اس سے حاصل فائدہ
مستفید اس سے ہو اب سار جہان	نیک و بد خرد و کلان پیر و جوان
ہاتھ غیبی نے وقت فکر سال	مجھے حیدر یہ کہا بے قیل و قال
پر بڑھ ز روئے بہتری سال میں	چھپ گئی کیا ہی یہ حمد بے نظیر
	۱۳۲۷

خاتمة الطبع

ہر وقت میں تائید انضال سردی اور امداد ایزدی کی درکار ہے کہ اسی کے انضال سے جہاں سے اکثر کتب ہر ایک علم و فن کی اس مطبع نامی میں طبع ہوئیں کہ جس سے جو ہر لیاقت اور امداد و قابلیت علمی ہر مصنف کا غنہ قدر مراتب عالم پر آشکار ہوا سچ ہے کہ ہر ایک کی صلاحیت طبع جدا گانہ ہو کیسے طرز سخن کا اور ہی رنگ ہو کیسی بول چال شوخی انداز کلام کا نرازا ہی دھنگ ہے مگر ہر ایک سخن کے آستان جامعیت فتون میں یکتا کم ہو نگے جیسے کہ مجموعہ کمالات سخنور صاحب فکر ارجمند زبان اور مرتبی معارج کمالات بلند کلیم طو سجدانی عند لب گستان خوش بیانی متصف بجا مد باطنی و ظاہری مفتی غلام سرور صاحب لاہوری ہیں صاحب تصنیفات کثیر جنکی تصانیف سو بہت کتابیں اس مطبع میں طبع ہوئی اور بڑی خواہش سے کہیں مثل گلدستہ کرامات خزینۃ الاصفیاء گنجینہ سروری معروف بہ گنج تاریخ مخزن حکمت اخلاق سروری گلشن سروری بہارستان معروف بہ گلزار شاہی لغات سروری حقیقۃ الاولیاء دیوان سروری مدحیہ حضرت محبوب سبحانی۔ دیوان نعت سروری سبحان اللہ کیا تیسرا دیوان تصنیف فرمایا ہی نئی روش کی غزلین ردیف دار اور مخمسات کا چمنستان کھلایا ہے جس میں حمد خداوند جنتی کو اور مضامین سلوک تصوف اور ترک علائق دنیا سے دون کو کس حسن بیانی سے بنا ہا ہے اور دولت پند و نصائح اور ترغیب عبادات کے حصول کے لیے ہی دیوان گو یا بمنزلہ منادی ہو جسکا نام دیوان حمدایزدی ہے۔ اور حق بھی یہی ہے کہ شاعری وہی مقبول اور مختار ہے جس میں حمد خداوند عالم جل جلالہ وجل شانہ اور نعت حضرت رسول محبوب پروردگار ہے یا جو مشعر منقبت آل مجاد اور عمرت اطہار اور مہم مدحت اصحاب خیار حضرت سید ابراہیم ہے کیونکہ دنیا میں ایسی شاعری حصول سعادت اور برکت کا ذریعہ ہے اور آخرت میں وصول شرف اور نجات کا وسیلہ ہے ایسی ہی شاعری برگزیدہ اور پسندیدہ ہے اور فاعل اسکا

مرد عاقل اور فہمیدہ ہے جس فعل کا مال اور نتیجہ اچھا منج ہو وہی فعل سنجیدہ ہے کام وہی
 بہتر ہے جس میں خوشنودی خدا اور رضامندی رسول مقبول متصور ہو اور انجام جس کا بہتر
 ہو نہ کہ ایسی شاعری جو اول سے آخر تک بندش مضامین خط و خال اور لب و لہجہ
 معشوقِ نظر ہری سے مٹو ہو اور جس کے ہر پہلو میں غلو ہو فراق یا راور صدمات ہجر کی جن جن
 اشعار میں بندش باندھی جاتی ہے گو یا معاذ اللہ قیامت ڈھائی جاتی ہے کسی جگہ شعر میں
 اپنے آپ کو مرد و نباتے ہیں کہیں جی جاتے ہیں شاعر علیہ السلام نے ایسے ہی شعر کو مکرر
 معاصی ٹھہرایا ہے معصیت شعار فرمایا ہے اور کلام بلاغت نظام حضرت رب نام عز
 اعنی فرقان حمید و قرآن مجید میں الشعر المتعہم الفاوون ایون ہی کحق میں یا
 مردان خیر سگال اور انجام بین کو ایسی بندشوں سے باز رہنا چاہئے اور ہر طرح احتراز
 کرنا چاہئے وبالذات توفیق وہو الرفیق الاعلى والسلام علی من تبع المدی المتخصر یہ دیوان
 برکت تو امان جو اپنی خوبوئیں اپنا آپ ہی نظر میں ہے پہلے چند بار مطبع منشی نو لکھنؤ
 صاحب سی آئی ای موسوم بہ اودھ اخبار واقع مشہر لکھنؤ اور لاہور میں چھپا اور
 فی الحال حسب استبداد شایقین بانگین مطبع منشی نو لکھنؤ واقع شہر کان پور میں بسیر
 امیر باذل سخی دریا دل محلے القاب ذی الجود الحاسن عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب
 بھار گورائے بہادر مالک مطبع دامت اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل
 ایجنٹ مطبع بھاہ ستمبر ۱۹۰۹ء بار اول طبع ہوا

تاریخات طبع

از افضل الاماثل منشی بھگواندیاں صاحب عاقل بحیث مطبع

لکھا سرور نے یہ دیوان حمد و نعت میں لکھا
تفکر تم عبث کرتے ہو فکر سالِ ہجری میں
کہ جبکی بزم اہل قافل میں تعریف بچیدہ
لکھو عاقل نکو حمد خدا و نعت احمدی
۱۳۲۷ھ ہجری

از مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی محافظہ عملہ تصحیح

یہ دیوان جو ہے حمد اور نعت میں
نہ کیوں سر بر آورده ہوا کی نظم
تصانیف ہے اسکی مطبوع کل
ہوئی سالِ تاریخ کی بھگواندیاں
تو دیوانوں میں سب سے بڑھکر یہ ہے
کہ مشہور تصنیف سرور یہ ہے
حقیقت میں اعلیٰ سخنور یہ ہے
کہ اب مشغلہ میرا کثرت یہ ہے

لکھا میں نے حامد یہ مصراع طبع
چھپا خوب دیوان بہتر یہ ہے

۱۳۲۷ھ ہجری



**ALLAMA
IQBAL LIBRARY**

UNIVERSITY OF KASHMIR

**HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN**